یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

سگِ درگاہِ میراں شو چوں خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مع

حقیقتِ گیارہویں

مصنفہ

مولانا مولوی ابو الضیاء غلام رسول گوہر جماعتی نقشبندی قصور شہر

ناشر

مکتبہ ماہنامہ انوار الصوفیہ کوٹ عثمان خان قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۰ اما بعد

حقیر پر تقصیر ابوالضیاء غلام رسول گوہر حنفی نقشبندی جماعتی عرض پرداز ہے کہ اہل اسلام محبت وعقیدت سے ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف کرتے ہیں جس کو بڑے پیر کی بڑی گیارہویں بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے عقیدت مند ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو بھی آپ کے واسطے ختم شریف پڑھتے ہیں اور حسب استطاعت جو میسر ہوتا ہے مستحقین کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ مقصود اس سے جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرنا ہے۔ گیارہواں دن اس کے واسطے نہ رکن ہے نہ شرط، کہ اس کے بغیر یہ ختم شریف درست نہ ہو۔ چونکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو ہوا اس لئے اکثر لوگ ختم شریف کے واسطے اس تاریخ کو بطور اولیت التزام کرتے ہیں نہ بطور وجوب کے، اور یہی وجہ ہے کہ یہ ختم شریف گیارہویں کے نام سے موسوم ومشتہر ہو گیا ہے۔ کسی مسلمان کا بھی ہم میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم شریف گیارہویں تاریخ سے قبل یا بعد جائز نہیں ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی ابتدائی تاریخوں سے لیکر اخیر تاریخوں تک مختلف مساجد اور جگہوں میں آپ کا ختم شریف ہوتا رہتا ہے اور کہتے سب کو گیارہویں ہی ہیں ہاں ہمارے نزدیک گیارہویں فرض یا واجب نہیں کہ کوئی

اس کے ترک سے عاصی و خاطی ہو ہاں ایک نیک عمل ہے اور اس میں دین و دنیا کی برکتیں اور بھلائیاں مضمر ہیں جو کوئی اس کو بدعت یا شرک کہتا ہے اور گیارہویں شریف کرنے والوں کو بدعتی یا مشرک کہتا ہے وہ راہ حق و انصاف سے دور ہے۔

گیارھویں کی حقیقت

گیارہویں کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے یا شیرینی پر قرآن شریف کا رکوع یا سورت پڑھ کر یا چند آیات پڑھ کر دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! جسقدر قرآن شریف پڑھا ہے اس کا اور اس کھانے یا شیرینی کے صدقہ کا ثواب ہماری طرف سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو پہنچا۔ بعض اوقات تبلیغ کی نیت سے ایک محفل کا انعقاد ہوتا ہے اور ہم عقیدہ لوگ ذوق و شوق سے جمع ہوتے ہیں۔ علماء وعظ فرماتے ہیں اور نعت خوانی ہوتی ہے بعد ازاں ختم شریف پڑھ کر اس مجموع کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور شیرینی یا طعام حاضرین میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کوئی نیا نہیں اور کسی حدیث کے خلاف نہیں کہ اس کو بدعت کہہ کر لوگوں کو اس سے متنفر کیا جائے۔ بلکہ قدیماً و حدیثاً صلحائے امت اس پر کاربند چلے آئے ہیں اور نہ پہلے عالموں نے اسے بدعت کہا نہ اس سے روکا نہ اس کی تردید میں کاغذ سیاہ کئے اور نہ اس کی مخالفت میں تقریریں کیں۔ یہ برائی آجکل کے اہل حدیثوں کے حصہ میں آئی ہے کہ انہوں نے گیارہویں سے منع کیا اور اس کو بدعت اور شرک ثابت کرنے میں کتابیں تصنیف کیں اور رسالے لکھے اور گیارہویں کرانے والے ہزاروں مسلمانوں کو جن میں علماء و اولیاء امت بھی شامل ہیں بیک جنبش قلم و حرکت لب بدعتی و مشرک بنا کر رکھ دیا (العیاذ باللہ) حالانکہ اس میں نہ کوئی بدعت

والی بات ہے اور نہ کوئی ترک والی۔ بدعت کیا ہے؟ ہم اس کو واضح کئے دیتے ہیں تاکہ قارئین بدعت کی تعریف سے جو علماء نے کی ہے آگاہ ہو کر خود معلوم کرلیں کہ گیارہویں یا بزرگانِ دین کی فاتحہ یا نذر و نیاز بدعت ہے یا نہیں۔

تحقیقِ بدعت

بدعت کے لغوی اور شرعی معنی علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں یہ کئے: "البدعۃ کل شیئ عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" لغت میں ہر اس چیز پر جس کی مثال پہلے نہ ہو عمل کرنے کا نام بدعت ہے اور شرع میں بدعت اس چیز کے پیدا کرنے کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی۔" یہ مطلق بدعت کی تعریف ہے اور بدعت مطلقاً نہ قبیح ہے نہ حرام۔ اگر مطلقاً قبیح ہو تو حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنے کو "نعمت البدعۃ ھذہ" یہ بدعت اچھی ہے" نہ فرماتے، اور جمعہ کے دن اذان ثانی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد شریف میں نہ تھی حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اپنے عہد میں جاری نہ فرماتے حالانکہ عہدِ عثمان سے لیکر آج تک اسی بدعت پر عمل ہوتا چلا آیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قرآن شریف پر اعراب اور سورتوں نیز رکوعات کے نشان بھی نہ تھے۔ حجاج بن یوسف نے عجمیوں کی سہولت کیلئے قرآن شریف پر اعراب لگوائے اور سورتوں نیز رکوعات اور پاروں کے الگ الگ نشانات لگوائے تاکہ [illegible] کے [illegible] کا پڑھنا آسان ہو۔ دینی مدارس کا

قائم کرنا اور تعلیم کا نصاب جو آج کل رائج ہے اور کتب حدیث کا ہیئتِ کذائیہ کیا تھ مدون و جمع ہونا ایسی بدعات و محدثات ہیں جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھیں اور کسی عالم نے ان چیزوں کے نافع اور مفید ہونے سے انکار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ بدعت کے بعض افراد محمود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بدعت کو بدعت سیئہ اور بدعتِ حسنہ کی طرف منقسم کیا ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے بھی بدعت کی یہ دو قسمیں مستفاد ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من اوزارھم "جس شخص نے گمراہی کی بدعت نکالی اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی نہیں اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جنہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا عاملین کے گناہوں سے کچھ کم بھی نہ ہوگا۔" ملا علی قاری اسی حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ بدعت کو ضلالت کی قید سے مقید کرنا واضح کرتا ہے کہ بدعتِ حسنہ اس میں داخل نہیں۔ فتح المبین میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے جو کتاب و سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعتِ سیئہ ہے، دوسری بدعت وہ ہے کہ کوئی نیک کام جاری کیا جائے لیکن وہ کتاب و سنت اور اثر و اجماع کے خلاف نہ ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام رمضان کے متعلق نعمت البدعۃ ھذہ اسی واسطے فرمایا ہے۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں " ہر بدعت ایسی نہیں ہوتی کہ اس کو ترک

کر دیا جائے بلکہ بہت سی بدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں ہاں وہ بدعت واجب الترک ہے جو خلافِ سنت ہو۔

علامہ احمد بن شیخ حجازی نے مجالس السنیہ علی الاربعین النوویہ میں لکھا ہے وقسم ابن عبد السلام الحوادث الی الاحکام الخمسۃ فقال البدعۃ فعل مالم یعھد فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما ھی واجبۃ کتعلیم النحو وغریب الکتاب والسنۃ ونحوھما مما یتوقف فھم الشریعۃ علیہ ومحرمۃ کمذھب القدریۃ والجبریۃ والمجسمۃ او مندوبۃ کاحداث الربط والمدارس وبناء القناطیر وکل احسان لم یعھد فی العصر الاول او مکروھۃ کمزخرفۃ المساجد وتزویق المصاحف او مباحۃ کالمصافحۃ عقب صلوۃ الصبح والعصر والتوسع فی الماکل والمشرب والملبس وغیر ذلک (ص۸۶) ۔ ابنِ عبد السلام نے حوادث یعنی نئی چیزوں کو پانچ احکام کیطرف تقسیم کیا اور کہا جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا وہ بدعت ہے اور یا وہ واجب ہے مثل علمِ نحو کے پڑھنے اور کتاب وسنت کے عجوبہ اور نادر مسائل کے حاصل کرنے کے جن پر شریعت کا فہم موقوف ہے یا حرام ہے مثل قدریہ اور جبریہ اور مجسمہ کے مذہب کے یا مستحب ہے مثل لنگر خانہ اور مدارس قائم کرنے اور پل بنا لینے کے اور جو نیکی عصرِ اول میں نہیں پائی گئی وہ بھی بدعتِ مستحبہ میں داخل ہے یا وہ مکروہ ہے مثل مسجدوں کی گلکاری اور ملمع سازی اور قرآن کی نقش ونگاری کے، اور

یا مباح ہے مثل مصافحہ کرنے کے بعد صبح اور عصر کی نماز کے ، اور کھانے پینے اور لباس میں وسعت و تکلف کرنے کے۔"

جب حدیث اور اقوالِ ائمہ سے ثابت ہوا کہ بدعت ، بدعتِ سیئہ ہی نہیں ہے بلکہ بدعتِ حسنہ بھی ہے جو واجب یا مستحب یا مباح کا حکم رکھتی ہے تو پھر گیارہویں میں غور کرنا چاہیئے کہ یہ بدعتِ حسنہ ہے یا بدعتِ سیئہ ! اس پر بلا تامل بدعتِ ضلالہ یا بدعتِ سیئہ کا فتویٰ دینا محض تعصب اور ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے ؟ گیارہویں اس جہت سے کہ ایک بزرگ کی روح کو انواعِ حسنات و خیرات کا ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے مسنون ہے کیونکہ احادیث اور صحابہ کرام کے تعامل سے اموات کو ایصالِ ثواب کرنا اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرنا ثابت ہے اور اس ہیئتِ کذائیہ کی حیثیت سے کہ حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے والے بہ تقاضائے عشق و محبت گیارہویں کے دن کی تعیین کرتے ہیں اور محفل گیارہویں کو زیب و زینت بخشتے ہیں اور آپ کا تذکرہ منظوماً و منثوراً کرتے ہیں اور واعظین وعظ فرماتے اور نعت خوانانِ خوش الحان نعتیں پڑھتے ہیں اور سب حاضرینِ محفل ادب سے بیٹھتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف کثرت سے پڑھتے ہیں اور آخر میں نیاز تقسیم کرتے ہیں ، بدعتِ حسنہ ہے جو تبلیغی حیثیت سے دین کے واسطے انفع ہے ۔ اس طرح لوگوں کو ایک جمع ہو کر ایک مہینہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات اور مسائل دین سننے کا موقع ملتا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

دوم آنکہ بہ ہیئتِ اجتماعیہ مردماں کثیر جمع شوند و ختمِ کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضرین نمایند این قسم معمول در زمانہ پیغمبرِ خدا و خلفاءِ راشدین نبود اگر کسے این طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل می شود (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۱)

ہر سال ایک معین تاریخ پر بزرگوں کی قبور کی زیارت کے واسطے جانے کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ بزرگوں کی زیارت کیواسطے جانے کی تین صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ ایک یا دو شخص عام لوگوں کی اجتماعی ہیئت کے بغیر بزرگوں کی قبور پر محض زیارت اور استغفار کیواسطے جائیں۔ اس قدر از روئے روایات ثابت ہے" دوسری صورت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ جمع ہوں اور کلام شریف کا ختم کریں اور مٹھائی طعام پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کریں، یہ قسم پیغمبرِ خدا اور خلفاءِ راشدین کے زمانہ میں عمل میں نہیں آئی، اگر کوئی شخص اس طرح کرے تو مضائقہ نہیں اس واسطے کہ اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ اس سے زندوں اور مردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس سے مستفاد ہوا کہ اسی طرح اگر کوئی شخص بہت سے لوگوں کو جمع کرکے حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے کلام اللہ شریف کا ختم کرکے یا وعظ شریف کروا کر یا درود شریف پڑھوا کر یا نعت خوانی کروا کر مٹھائی یا کھانے پر ختم شریف پڑھ کر حاضرینِ محفل میں تقسیم کرے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی برائی نہیں ہے بلکہ اس میں زندوں اور مُردوں کا فائدہ ہے۔ مُردوں کا فائدہ یہ ہے

کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جملہ مؤمنین و مؤمنات کیواسطے جو فوت ہو چکے ہیں دعائے مغفرت کیجاتی ہے۔ اور زندوں کا فائدہ یہ ہے کہ ان کے واسطے دعائیں مانگی جاتی ہیں اور اس کے علاوہ انہوں نے وعظ شریف اور نعت خوانی سن کر اور عالموں اور بزرگوں کی جو اس پاک محفل میں آئے ہیں زیارت کرکے ثواب عظیم حاصل کیا اور ایسی نیک محفلوں میں بیٹھنا بھی بڑی سعادت ہے۔ حدیث شریف میں ہے **ھو قوم لا یشقیٰ جلیسھم** " وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بدبخت نہیں رہتا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جنت میں سرخ یاقوت کے ستون ہوں گے ان کے دروازے کھلے ہوں گے وہ اس طرح روشن ہوں گے جس طرح ستارے۔" آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! ان میں کون رہیں گے؟ آپ نے فرمایا "جو ایک دوسرے سے محض اللہ ہی کے واسطے ملتے ہیں اور محبت کرتے ہیں۔" طبرانی میں ایک حدیث ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی زیارت کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسے رخصت کرتے ہیں اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اگر کوئی کسی نیک مجلس میں بیٹھتا ہے تو ایسی دس بری مجلسوں میں بیٹھنے کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اب سوچو! کہ گیارہویں کی مجلس جس میں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہوتا ہے اور اس کے اولیاء کے احوال بیان کئے جاتے ہیں، درود شریف پڑھا جاتا ہے، نعت خوانی ہوتی ہے۔ اہل ایمان اللہ ہی کے لئے ایک جگہ پر محبت کے ساتھ بیٹھتے ہیں اس میں آنے والوں کو کتنا فائدہ حاصل ہوتا ہو گا؟ کیا اچھا ہوتا کہ اس کو بدعت کہنے والے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرتے

اور اس کے انوار و فیوض سے اور برکات و حسنات سے انکار نہ کرتے۔

وہابی بظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ "بجد اہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ہر ولیٔ خدا، بزرگوں کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں ان کی محبت کو جزوِ ایمان کہتے ہیں، قرآن وحدیث سے ثابت شدہ امور میں ان کی تابعداری کرتے ہیں انہیں اپنا بزرگ جاننا اور ان کی عزت کرنا ہم اپنا اسلامی فرض سمجھتے ہیں"

(حقیقتِ گیارہویں شائع کردہ جماعت غرباء اہلحدیث کراچی ص)

لیکن ان کی روح کو ایصالِ ثواب کرنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ایصالِ ثواب قرآن وحدیث سے ثابت شدہ امور میں سے ہے جن میں اہل حدیثوں نے ان کی تابعداری کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ حقیقتِ گیارہویں کے صفحہ پر مولوی کفایت اللہ دہلوی کا گیارہویں کی بابت استفسار ہے جس کے جواب میں وہ رقمطراز ہیں "کہ ہر مہینے کی گیارہویں تاریخ کو گیارہویں کرنا جو مروج ہے وہ بدعت ہے ایصالِ ثواب کیلئے تاریخ کی تخصیص شریعت سے ثابت نہیں اور عملی التزام بھی مفضی الی التخصیص ہے، اس فتوے پر مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند کے "الجواب صحیح" کے بعد دستخط ہیں۔"

بہت خوب! حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو تو اپنا پیشوا تسلیم کرتے اور ان کی محبت کو جزوِ ایمان کہتے ہیں لیکن ان کی گیارہویں کو بدعت کہہ رہے ہیں اور بدعت کیوجہ گیارہویں کی تخصیص اور عملی التزام ہے۔ اگر یوم یا وقت کی تعیین و تخصیص کسی نیک عمل کو باطل اور رائیگاں کر دیتی ہے تو وہ اس کا ثبوت پیش کریں ورنہ اصل اشیاء میں حلت و اباحت ہے ہاں اس عقیدہ سے تخصیص کرنی کہ

اس یوم سے پہلے یا بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی کرتا ہے تو اس کا ثواب آپ کو نہیں پہنچتا، تو یہ غلط ہے، جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے لکھا ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہیں تو پھر کسی مصلحت کی وجہ سے کسی یوم کا خاص کرنا نہ منع ہے اور نہ بدعت بلکہ یوم وفات ایصالِ ثواب کے واسطے دوسرے دنوں سے افضل ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ماثبت بالسنۃ" میں لکھتے ہیں :-

"وقد اشتہر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر وھو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ وکذا ذکرہ شیخنا و سیدنا السید الحسنی الرضی الوصی ابو المحاسن السید الشیخ موسیٰ الحسنی الجیلانی بن الشیخ الکامل العارف المعظم المکرم ابی الفتح الشیخ الماجد الحسنی الجیلانی نقلا من اوراد القادریہ فی تفصیل الکرم الاعظم الاکرم الاعجب الافخم ولی اللہ باز الاشفاق قدس بنال لنا امثال دوم الثانی والشیخ عبد القادر الثانی قدس روحہ ما نقل فیھا عن آبائہ الکرام رحمۃ اللہ علیھم اجمعین"۔

ترجمہ:۔ اور ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ ان کی اولاد کے ہندی مشائخ کی متعارف ہے ایسے ہی ہمارے پیر اور پیشوا سید بھی اور برگزیدہ پاک ابو المحاسن پیشوا شیخ موسیٰ حسنی (نسب) جیلانی (مسکن)، بن شیخ کامل خدا شناس معظم مکرم ابو الفتح شیخ حامد حسنی (نسب) جیلانی (مسکن)،

لے اوراد قادریہ میں سے مخدوم اعظم اکرم الجد الافخم بالاتفاق ولی اللہ کی تصنیف سے جس کو مخدوم ثانی اور شیخ عبدالقادر ثانی قدس روحہ کہتے ہیں نقل کر کے ذکر کیا گیا ہے۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ختم شریف کی گیارہویں تاریخ ان مشائخ اور بزرگوں کے نزدیک متعارف اور مقرر ہے جو حضرت غوث پاک کی اولاد میں سے ہند میں رہتے ہیں اور یہ تاریخ گیارہویں کی اوراد قادریہ میں سے جو ایسی بزرگ اور بڑی شان والی شخصیت مبارک کی تصنیف ہے جو بالاتفاق ولی اللہ ہیں اور ان کو مخدوم ثانی اور شیخ عبدالقادر ثانی کہا جاتا ہے۔ موسیٰ الحسنی الجیلانی نے نقل کیا ہے جو ولی بن ولی بزرگ ابن بزرگ، عارف ابن عارف اور بہت برگزیدہ اور پاک ہیں جن کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخنا و سیدنا لکھا ہے یعنی ہمارے پیر اور ہمارے سردار، اس عبارت کے بعد کسی بھی مسلمان کے دل میں گیارہویں تاریخ کے تقرر و تعین میں بعقیدۂ مذکورہ کوئی خلجان نہیں رہ جائے گا۔ جب امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بزرگ ترین شخصیتیں اور ہستیاں گیارہویں شریف کو بدعت نہیں کہتیں تو پھر اور کون ہے جو ان کے مسلک کے خلاف خامہ فرسائی کرے۔ اگر گیارہویں یوم کا التزام عملی بھی مفضی الی البدعت ہے جیسا کہ مفتی کفایت اللہ نے کہا اور مفتی یونس نے اس کی تصدیق کی تو پھر جن بزرگوں نے اس کو مستحسنات سے شمار کیا ہے ان کے حق میں کیا فتویٰ دیں گے انہوں نے تو گیارہویں تاریخ پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم دلانا بہتر تجویز کیا ہے و قد ذکر بعض المتاخرین

من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا الیٰ جناب الحضرۃ و حظائر القدس یرجی فیہ من الخیر والبرکۃ والنورانیۃ اکثر و اوفر من سائر الایام (ماثبت بالسنۃ ص۱۶۷)۔

"مغرب کے مشائخ میں بعض متاخرین نے ذکر کیا ہے کہ جس دن کہ وہ درگاہِ الٰہی میں اور جنت میں پہنچے اس روز خیر اور برکت اور نورانیت کی امید اور دنوں کی بہ نسبت زیادہ تر ہے۔"

شیخ دہلوی نے "ماثبت بالسنۃ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اپنے استاد اور پیشوا عبدالوہاب متقی مکی سے گیارہویں کی بابت سوال کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ یہ مشائخ کے طریقے اور ان کی عادات میں سے ہے اور ان کے واسطے اس میں نیتیں ہوتی ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہی دن سب دن چھوڑ کر کیوں معین ہو گیا؟ سو جواب دیا کہ کھانا کھلانا تو مطلقاً مسنون ہے پس دن کے تعین سے قطع کر دو یعنی دن کی تعیین کی وجہ سے اصل چیز جو اطعام طعام اور کھانا کھلانا ہے اس کو برا نہ کہو اور دن کی تعیین کا خیال نہ کرو بہرکیف اس تعیین کو کسی نے برا نہیں کہا اور اگر کسی نے اس کو بدعت کہا بھی ہے تو اس سے بدعتِ ضلالت نہیں بلکہ بدعتِ محمودہ مراد ہے جیسا کہ ماثبت بالسنۃ میں ذکر ربیع الآخر کے آخر میں فیصلہ کن بات یہ لکھی ہے وانما ھو من مستحسنات المتأخرین واللہ اعلم۔" اس کو متاخرین نے پسند فرمایا ہے۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

• فقیر ایک سال میں دو مجلسیں اپنے گھر پر کرتا ہے ایک مجلس حضور علیہ الصلوٰۃ و

والسلام کی وفات کے ذکر میں اور دوسری حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے ذکر میں جو عموماً محرم کی دسویں تاریخ کو اور کبھی اس سے ایک یا دو دن پہلے بھی ہو جاتی ہے اس مجلس میں درود شریف پڑھتے ہیں اس کے بعد فقیر آکر بیٹھ جاتا ہے اور حسنین کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے بیان کرتا ہے اور ان بزرگوں کی شہادت کی جو خبریں حدیث شریف میں ہیں ان کا ذکر کرتا ہے اور قاتلوں کی بد انجامی کے بعض حالات کا بھی بیان ہوتا ہے۔ اس تقریب میں وہ شدائد جو امامین پر گذرے از روئے احادیث معتبرہ بیان کئے جاتے ہیں اور اس کے ضمن میں بعض مرثیے بھی جو جنوں، پریوں سے حضرتِ ام سلمہ اور دوسرے صحابہ نے سنے ہیں، ذکر کئے جاتے ہیں اور وہ پریشان کن خوابیں جن کو حضرتِ ابنِ عباس اور دوسرے صحابہ نے دیکھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مغموم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ بیان کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد قرآن شریف اور پانچ آیتوں کا ختم شریف پڑھ کر جو طعام حاضر ہو اس پر فاتحہ پڑھی جاتی ہے اگر مجلس میں کوئی خوش الحان شخص سلام یا مرثیہ مشروع پڑھنے والا ہو تو سلام پڑھنے کا بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔" (فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۱)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ ماہ ولوم کی تعیین ایصالِ ثواب کیواسطے قبیح نہیں اگر قبیح ہوتی تو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ماہ محرم کا اور عاشورہ یعنی دسویں تاریخ کو مجلس کرانے کا عملی التزام نہ کرتے اور آپ کے اس عمل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ طعام پر فاتحہ پڑھنا اور مجلس کے اخیر سلام پڑھنا بھی جائز ہے۔

"گیارہویں شریف اہلِ سنت والجماعت کے علماء و اولیاء کے نزدیک نہ صرف جائز ہی ہے بلکہ مستحسن اور مفضی الی الخیر الکثیر ہے۔ گیارہویں شریف کرانے والے بدعتی نہیں ہیں بلکہ ان کو بدعتی کہنے والے بدعتی ہیں اس لئے کہ اہلِ سنت والجماعت کو حضور کے زمانۂ اقدس میں اور صحابہ کے زمانہ میں کسی نے بدعتی نہیں کہا۔ اہل السنت والجماعت کو بدعتی کہنے کی بدعت قرونِ اولیٰ مشہود لہا بالخیر کے بعد کی ایجاد ہے اور طرفہ یہ کہ گیارہویں شریف کا انعقاد بہ ہیئت کذائیہ بدعتِ حسنہ ہے اور ہم کو بدعتی کہنے کی بدعت، بدعتِ سیئہ ہے جس سے توبہ کرنی لازم ہے۔ امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی النابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"نیک بات اگرچہ بدعت و ناپید ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائیگا نہ کہ بدعتی، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشادِ اقدس میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو ایسی بات نکالیگا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اسنے ہی وہ نیک بات پیدا کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا ادب کی بات یا کچھ اور۔"

نقلا السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ مصنفہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۹۸ تا ۹۹ حضرت عبد الغنی نابلسی اور علامہ نووی رحمۃ اللہ

علیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ گیارہویں بھی ایک نیک بات ہے جس سے مقصود اطعام طعام اور ایصال ثواب اور تبلیغ دین اور درود خوانی اور ذکر و اذکار اور تعلیم پند و نصائح اور بہت سے مسلمانوں کا ایک جگہ مل کر بیٹھنا اور علماء و صلحاء کی زیارت کرنا اور حصول ثواب کی نیت سے اتفاق مال کرنا قلوب میں اثر درقت کو لینا ہے لہذا گیارہویں شریف بھی وہ بدعت ہے جس پر سنت کا اطلاق صحیح ہے، گیارہویں شریف کے مستحسن ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب قرآن شریف پڑھنا، وعظ کرنا، اطعام طعام، کسی چیز کا صدقہ کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھنا، یہ سارے امور فرداً فرداً جائز اور مستحب ہیں تو ان کو ایک دن اور ایک مقرر وقت میں جمع کرنے میں تو حرمت کہاں سے آگئی، یاد رکھئے جو چند امور الگ الگ جائز ہوں وہ بصورت جمع بھی جائز ہیں جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں :-

ان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع مباحاً۔

"مباح اشیاء کا مجموعہ بھی مباح ہوتا ہے۔"

وہابی گیارہویں سے روکنے کیواسطے لوگوں کو ایک یہ بھی دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے :

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

یعنی جو جانور یا جو چیز غیر اللہ کے نام پر مشہور یا نامزد ہو جائے وہ حرام ہے گیارہویں شریف کا کھانا یا بکرا جس کا گوشت گیارہویں شریف میں پکایا گیا

پیر کے نام کے ساتھ نامزد ہو گیا ہے لہذا وہ طعام اور گوشت جو گیارہویں شریف میں پکایا گیا حرام ہے جیسا کہ تحقیق گیارہویں کے صـ۱۲ پر وہابی ملا نے لکھا ہے:۔

"صاف مشہور ہے اور کھلم کھلا پکارا جاتا ہے کہ یہ پلاؤ بڑے پیر کی گیارہویں کا ہے، یہ قورمہ پیران پیر کی نیاز کا ہے پھر اسکی حرمت میں کیا آپ کو کچھ شبہ رہ گیا؟"

جاننا چاہیئے کہ گیارہویں شریف کے طعام کو وما اھل بہ لغیر اللہ کیساتھ کوئی نسبت اور واسطہ نہیں لیکن بچارے عوام کیا جانیں کہ وما اھل بہ لغیر اللہ کیا ہوتا ہے اور اس کا صحیح مفہوم کیا ہے اس لئے یہاں مختصراً وما اھل بہ لغیر اللہ کے مفہوم کو بھی واضح کیا جاتا ہے تاکہ عوام وہابی ملا کے دام تزویر میں نہ آئیں۔

بحث وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللہ

وما اھل بہ لغیر اللہ سے وہ جانور مراد ہے جس کو ذبح کرنے کیوقت غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے جیسا کہ مشرکین وکفار اپنے بتوں کے نام کیساتھ جانوروں کو ذبح کرتے تھے، تمام تفاسیر والوں نے یہی معنیٰ لکھے ہیں، چنانچہ تفسیر خازن جلد اول صـ۱۲۶ میں ہے:

یعنی ما ذکر علی ذبحہ غیر اسم اللہ و ذلک ان العرب فی الجاھلیۃ کانوا یذکرون اسماء اصنامھم عند الذبح۔

یعنی اس سے مراد وہ جانور ہے جس پر ذبح کرنے کے وقت اللہ کے سوا غیر کے نام کا ذکر کیا جائے اور یہ اس لئے کہ عرب زمانہ جاہلیت میں ذبح کرنے کے وقت اپنے

بتوں کا نام لیتے تھے۔" تفسیر مدارک میں ہے:-

"ای رفع الصوت بہ لغیر اللہ وھو قولھم باسم اللات والعزی عند ذبحہ"

یعنی بلند کرنا آواز کا ساتھ اس کے واسطے غیر اللہ کے اور وہ ذبح کرنے کے وقت ان کا کہنا "باسم اللات والعزیٰ" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ذبح کرنے والے نے لات یا عزیٰ یا کسی پیر یا ولی یا شہید کا نام لیکر مثلاً "باسم الشیخ عبدالقادر جیلانی" کہہ کر ذبح کیا تو وہ حرام ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اس کا یہ مطلب لینا کہ جو بھی چیز غیر اللہ کے نام کے ساتھ مشہور یا منسوب ہو جائے وہ حرام ہے اگرچہ وہ چیز فی نفسہ حلال و طیب ہی ہو یا اس کو اللہ کے نام کیساتھ ذبح کیا ہو نری ہٹ دھرمی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حلت و حرمت ذبیحہ میں حال قول و نیت ذابح کا اعتبار ہے نہ مالک کا۔ مثلاً مسلمانوں کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال ہوگیا اگرچہ مالک مشرک تھا یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگرچہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے حلال، اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔ ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت تعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کیلئے ذبح کی تھی یونہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کیلئے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل

اغوثِ پاک کے بکرا میں انکار کرنا محض تحکم باطل ہے جس پر شرعِ مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ تاتارخانیہ و جامع الفتاویٰ میں بھی یہی لکھا ہے۔ تفسیر حقانی جلد سوم ص۔ عام مفسرین کا یہ قول ہے کہ صرف اس پکارنے سے وہ جانور اس مرتبہ میں نہیں پہنچ گیا کہ اب جو کوئی اللہ کے نام سے اس کو ذبح کرے تب بھی وہ حرام ہی رہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے جیسا کہ جاہلیت کا دستور تھا انتہٰی۔

اضافت و نسبت عبادت کے معنیٰ میں منحصر نہیں ہے کہ خواہی نخواہی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرغ یا بکرے کے یہ معنیٰ ٹھہرالئے جائیں کہ اس مرغ یا گائے سے حضرت غوث الاعظم کی عبادت ہی مراد ہے یعنی اس کا ذبح کرنا غوث اعظم کی عبادت کے واسطے ہوگا ہرگز نہیں ایسے معنیٰ لینا بالکل غلط اور باطل ہیں۔ اضافت کو ادنیٰ علاقہ کافی ہوتا ہے ظہر کی نماز، جنازہ کی نماز، مسافر کی نماز، امام کی نماز، مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز، پیر کا روزہ، اونٹوں کی زکوٰۃ، کعبہ کا حج، جب ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر و شرک و حرمت درکنار نام کو کراہت بھی نہیں آتی تو حضرت مدار کے مرغ، حضرت احمد کبیر کی گائے، غوث اعظم کا بکرا کہنے سے یہ خدا کے حلال کئے ہوئے جانور کیوں بتّے کی مردار موثر ہوگئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہو سکتے یہ شرعِ مطہر پر سخت جرأت ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان احب الصیام الی اللہ تعالیٰ صیام داؤد واحب الصلوٰۃ

الی اللہ تعالیٰ صلوٰۃ داؤد [illegible]

کو داؤد (علیہ السلام) کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ (رواہ احمد والستۃ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا الترمذی فعندہ فضل الصیام وحدہ۔

علماء فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلوٰۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے فی ردالمحتار عن الشیخ اسمٰعیل عن شرح شرعۃ الاسلام: من المندوبات صلوٰۃ التوبۃ وصلوٰۃ الوالدین۔ سبحان اللہ! داؤد علیہ السلام کی نماز داؤد کے روزے، ماں باپ کی نماز، توبہ کی نماز، استخارہ کی نماز کہنا درست اور پڑھنا ثواب اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار، جانور مردار کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادت خدا ہے یا اس میں شرک حرام ہے اور اس میں روا ہے؟ خود اضافات ذبح کا فرق سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ!

"خدا کی لعنت ہے اس پر جو غیر اللہ کیلئے ذبح کرے"

رواہ مسلم والنسائی عن امیر المؤمنین علی ونحوہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار

(رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

"جو اپنے مہمان کیلئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کا فدیہ ہو جائیگا آتش دوزخ

تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر کی نیت یا اس اس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا حرام بھی نہیں بلکہ موجب ثواب ہے تو ایک حکم عام کفر و حرام کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے لہذا علماء فرماتے ہیں مطلقاً نیتِ غیر کو مطلقاً حرام جاننے والا سخت جاہل اور قرآن و حدیث و عقل کا مخالف ہے۔ آخر قصاب کی نیت تحصیل نفع دینا اور ذبائح شادی کا مقصود برات کو کھانا دینا ہے۔ نیتِ غیر تو یہ بھی ہوئی۔ کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائینگے یونہی مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست و بجا ہے کہ مہمان کا اکرام عین اکرام خدا ہے، درِ مختار جو فقہ کی مشہور کتاب ہے اس میں ایسے ہی لکھا ہے۔

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حجۃ الکاملین امام العاشقین امیرِ ملت مولٰنا الحاج الحافظ پیر سید **جماعت علی** شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :-

" کہا جاتا ہے کہ کسی چیز پر اللہ کے بغیر کسی چیز کا نام آجائے تو وہ حرام ہو جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ کسی دوسرے کا نام آجائے تو مشرک ہو جاتا ہے۔ میں ایک دفعہ حیدر آباد میں تھا سنا کہ ایک شخص نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کر کے بریانی پکا کر لوگوں کو کھلائی اور پڑوسی کے مکان میں بھی کچھ کھانا بھیج دیا۔ پڑوسی مرد گھر پر نہ تھا اسکی عورت نے کھانا لے لیا جب مرد واپس آیا تو مرد سے بیان کیا کہ پڑوسی نے کھانا بھجوایا ہے، مرد نے دریافت کیا کہ کس قسم کا کھانا ہے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کا کھانا ہے، پڑوسی مرد نے یہ سنتے ہی اس کھانے کو ...

کی بریانی تھی اپنے گھر کے باہر موری غلاظت کی بہتی تھی اس میں لیجا کر

پھینک دیا ، نہ صرف پھینک دیا بلکہ جوتے سے روند ڈالا اور کہا

کہ اس پر غیر اللہ کا نام آیا ہے اس لئے یہ کھانا تو خنزیر سے بھی زیادہ

پلید ہو گیا اور کھانے کے لائق نہ رہا ۔ اب اس بارے میں مسئلہ سناتا

ہوں غور سے سنو ! پنجاب میں میں ایک دن گھوڑے پر سوار کسی

گاؤں کو جا رہا تھا ۔ راستہ میں ایک زمیندار نے ایک کھیت سے

آ کر میرا گھوڑا روک کر کہا کہ مسئلہ سمجھا دو ، میں نے کہا کونسا ؟

اس نے کہا رات کو ہمارے گاؤں میں ایک مولوی آیا ، اس نے ساری

رات ہماری نیند خراب کی اور یہی کہتا رہا کہ جس چیز پر غیر اللہ

کا نام آئے وہ حرام ہو جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے ؟ میں نے کہا یہ کھیت کس کا ہے

کہنے لگا میرا ہے اس کھیت میں ایک بچہ بھی تھا میں نے دریافت کیا یہ بچہ کس کا ہے اس نے کہا میرا ہے اسکے ساتھ بیل بھی تھے :

میں نے پوچھا یہ بیل کس کے ہیں ؟ اس نے کہا میرے ہیں ۔ اس پر میں

نے کہا کہ مولوی کے کہنے کے مطابق تیرا کھیت تجھ پر حرام ہو گیا اور

تیرا بچہ بھی حرام کا ہو ، اور تیرے بیل بھی تیرے لئے حرام ہو گئے ،

اس وجہ سے کہ ان پر تیرا نام آیا ، حالانکہ ایسا نہیں ہے ، اس نے

ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں نے مسئلہ سمجھ لیا ہے میں نے اس سے کہا کہ

اس سے آگے بھی سمجھ لے ، اس مولوی سے میری

طرف سے پوچھو کہ اس کی ماں پر کس کا نام پکارا جاتا تھا ، رب کی جورو

پکاری جاتی تھی یا اس کے باپ کی جورو ، یا در کھو کہ کوئی چیز کسی

53472

انسان پر حلال نہیں ہوتی جب تک اس چیز پر اللہ کے بغیر کسی اور چیز کا نام نہ آئے، انکار اسی غیر اللہ کے نام کے آنے کا نام ہے ورنہ کسی لڑکی کو اللہ کی بندی کہہ دیا جائے اور کسی کے نام سے اس کو مقید نہ کیا جائے وہ کسی پر حلال نہیں ہو سکتی۔"

(ملفوظاتِ امیر ملت ص۲۳۳ مطبوعہ قصور)

کئی لوگ گیارہویں شریف پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اس میں فقیروں اور مسکینوں کو کھلایا پلایا نہیں جاتا بلکہ اس میں جو طعام یا شیرینی لاتے ہیں، اس کو ختم شریف پڑھ کر اس مجلس میں جتنے آدمی ہوتے ہیں ان کو کھلا پلا دیتے ہیں، ان سنیوں نے اپنے کھانے پینے کے واسطے ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو خواہ وہ غریب نہ بھی ہو کھلانا پلانا مستحب اور کارِ خیر ہے اور مسلمان جو بھی نیک کام کرتا ہے اس کو اس کا ثواب ملتا ہے لہٰذا اگر گیارہویں کی مجلس میں ایک آدمی یا چند آدمیوں نے مل کر بہت سا کھانا تیار کیا یا بہت سی مٹھائی لا کر ختم شریف پڑھ کر حاضرینِ مجلس کو وہ کھانا یا مٹھائی کھلا دی تو موجبِ اجر و ثواب ہے اس میں کوئی قباحت اور برائی نہیں کہ گیارہویں کے ناجائز ہونے کا سبب بنے اور ان کھانے والوں میں صرف غنی ہی نہیں ہوتے بلکہ اکثر غریب اور محتاج لوگ بھی ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فاطعموا طعامکم الاتقیاء واولوا معروفکم المؤمنین کلوا جمیعا ولا تفرقوا فان البرکۃ مع الجماعۃ۔

"تم اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ، جو تم میں پرہیزگار اور نیک ہوں۔ تم اکٹھے

ہو کر کھاؤ اور الگ الگ نہ ہو اس لئے کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے :"

گیارہویں میں عام مسلمانوں کو خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، اپنے ہوں یا بیگانے، چھوٹے ہوں یا بڑے، اس نیت سے کھلایا جاتا ہے کہ ثواب ہو اور اس صورت میں اتقیاء اور نیک مسلمانوں کو کھانا کھلانے کا اور اکٹھے ہو کر کھانے کا بھی عمدہ موقع ملتا ہے۔ بہرحال گیارہویں کی محفل میں لوگوں کا جمع ہو کر کھانا پینا گناہ نہیں بلکہ ثواب اور حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ جو کھانا یا نقدی و لباس یا کوئی بھی چیز جس سے فقیر کی حاجت پوری ہو ثواب کی نیت سے فقیر کو دینی صدقہ ہے اور اپنے احباب، یاروں اور دوستوں اور بھائیوں کو محبت اور الفت کی بنا پر کھلانا پلانا اور ان کی دعوت یا ضیافت کرنی اطعامِ طعام میں داخل ہے جو جائز بلکہ موجبِ ازدیادِ محبت ہو کر مستحب و مستحسن ہے۔

ایک اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیے!

سوال: بعض لوگ غوثِ پاک کی گیارہویں دیتے ہیں اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہ؟ اس کا کھانا جائز ہے یا نہ؟ زید کا قول کہ گیارہویں وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ہے کہاں تک درست ہے؟ بینوا توجروا۔

اقول وبہ احول سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۰ صدر الافاضل مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں زیرِ آیت وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ

[illegible]

جگہ القرآن شریف میں ارشاد) یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ یا
مطلق انفاق (خرچ کرنا) خواہ فرض و واجب ہو جیسے زکوٰۃ، نذر، اپنا اور اپنے
اہل کا نفقہ (خرچ) وغیرہ خواہ مستحب جیسے صدقاتِ نافلہ، اموات کا ایصالِ ثواب
(مُردوں کو ثواب پہنچانا)۔

مسئلہ :- گیارہویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں
کہ وہ سب صدقاتِ نافلہ ہیں اور قرآنِ پاک اور کلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کیساتھ
اور نیکی ملاکر اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔

گیارہویں شریف کا مطلب یہ ہے کہ حلال، پاک چیز از جنسِ ماکول و مشروب
تیار کر کے فقراء و مساکین وغیرہم کو کھلا پلا کر اس کا ثواب حضور پرنور حضرت
غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو پہنچایا جاتا ہے جو بذاتِ خود نصوصِ
وارِدہ سے ثابت ہے ورنہ گیارہ کا لفظ کھانے پینے میں نہیں آتا۔ کلیات جدولیہ
فی احوال اولیاء اللہ المعروف بتحفۃ الابرار ص۲۹ میں بحوالہ تکملہ ذکر الاصفیاء
گیارہویں کی وجہِ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ آپ ہر ماہ میں گیارہ تاریخ چاند کو
عرس رسالتمآب کیا کرتے تھے اس وجہ سے گیارہویں آپ کے نام سے مشہور ہے
اسی طرح "انوار الرحمٰن" مطبوعہ لکھنؤ ص۱۷ میں ہے جب کسی جانور یا چیز پر کسی بزرگ
نبی یا ولی کا نام لیا جائے مثلاً "پیر کا بکرا، اسماعیل کی بھیڑ، عبد الجبار کا دنبہ، غوثِ
پاک کا دنبہ، غوثِ پاک کی گیارہویں تو اس جانور کو خدا کا نام لیکر ذبح کیا جائے
اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھا دیں پیویں تو وہ حلال اور طیب ہے اور وہ
چیز بابرکت ہو جاتی ہے اور خوش اعتقاد کی روحانی جسمانی بیماریاں اس کے

استعمال سے دور ہو جاتی ہیں۔ پیر کا بکرا اور اسماعیل کا دنبہ کہنے سے وہ حرام نہیں ہو جاتے، جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام جو کافر لوگ بتوں کے نام سے منسوب کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا وہ حلال ہیں، ان میں حرمت کدھر سے آگئی! نر کی طرف سے یا مادہ کی طرف سے، جب اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا وہ حلال طیب ہیں۔ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ۔ ہاں اگر بوقتِ ذبح پیر صاحب یا کسی اور شخص کا نام لیکر خواہ وہ بت ہو یا دیوی وغیرہ، ذبح کیا جاوے تو وہ حرام ہے اور وما اھل لغیر اللہ کا یہی مطلب ہے جس کی تفسیر قرآن مجید نے وما ذبح علی النصب سے کی ہے یعنی جو جانور بتوں کا نام لیکر ذبح کیا جاوے وہ حرام ہے اسی طرح تفسیر معالم التنزیل، خازن، مدارک وغیرہ میں مرقوم ہے، زیادہ تفصیل حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے رسالہ "اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اہل بہ لغیر اللہ" میں ہے۔ آپ نے اس کتاب میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک بکرا گیارہویں شریف کیلئے پرورش کرتے تھے اور سال بھر اس کو خوب کھلاتے پلاتے اور از راہِ محبت اسے اپنی بغل میں لیتے اور اس کو چومتے اور فرماتے" او ئے پیر دیا لیلیا! " "لیلا" بکری کے نوعمر بچے موٹے تازے کو کہتے ہیں، سبحان اللہ! کیا خوب کہا گیا ہے ؎

سگِ درگاہِ میراں شو چوں خواہی قربِ ربانی!
کہ بر شیراں شرف دارند سگِ درگاہِ جیلانی!

مولانا کریم بخش صاحب نے لکھا ہے:-

" در خوارق آوردہ است حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ در کتاب مسئلہ معلوم نمود کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یازدہم ماہِ ربیع الاول رحلت فرمودہ بود لپس بریں وتیرہ نیاز یازدہم نیاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طعام پختہ بمسکیناں خوراندے تا زندگی حیاتِ خود زیں وظیفہ گاہے شک نیاورد و در رحلت بریں وصیت کرد "

حدیث شریف میں ہے ان اللّٰہ یحب الوتر (مشکوۃ، ترمذی)

" اللہ تعالیٰ طاق (ایک) ہے اور طاق کو پسند رکھتا ہے، گیارہ کا عدد اس لحاظ سے متبرک ہے۔ یوسف علیہ السلام نے گیارہ ستارے خواب میں دیکھے تھے اور آپ کے گیارہ بھائی آپ کو ایذا دینا چاہتے تھے مگر بوجہ گیارہ ہونے کے ایذا دینے میں ناکام رہے۔

فتح الربانی کی مجلس ص۵۴ میں ذکر ہے کہ سجادے بھی گیارہ ہیں،

تفسیر عزیزی وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سحر کیے تاگے پر گیارہ گرہیں تھیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کے دفعیہ کے لئے گیارہ آیتیں معوذتین کی نازل فرمائیں، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کے ۱۱×۹ = ۹۹ نام ہیں اسیطرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ۱۱×۹ = ۹۹ نام ہیں اسیطرح غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی غوثِ پاک کے وقت میں گیارہ ہزار گیارہ سو اولیار ہوئے ہیں (فتح الخزینہ)۔ صلوٰۃ الاسرار یا نماز غوثیہ میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھنا اور گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلنا تعلیم فرمایا گیا ہے (ازہار الانوار)

ختم شریف غوثیہ میں بھی گیارہ کا عدد ملحوظ رکھا گیا ہے۔

گیارھویں شریف کی خوبی اور فوائد

بہارِ شریعت میں ہے کہ اولیائے کرام کو ایصالِ ثواب نہایت موجبِ برکات ہے اور امرِ مستحب ہے اسے عرفا بہ نظرِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں۔ یہ نذرِ شرعی نہیں، جیسے بادشاہ کو نذر دینا۔ ان میں خصوصاً گیارھویں کی فاتحہ نہایت عجیب برکت کی چیز ہے (حصہ اول بر صفحہ اخیر مصنفہ مولانا امجد علی اعظمی) شیخ عبدالحق دہلوی نے "ماثبت بالسنۃ" میں اور مولوی محمد عالم صاحب ہزاروی انتقیوی نے وجیز الصراط میں گیارھویں کا ثبوت دیا ہے اور وہ یہ ہے:

وقد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر وھو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ کذا ذکر شیخنا و سیدنا السید الجمی الوضی الوصی ابو المحاسن سیدی شیخ موسیٰ الحسنی الجیلانی۔

یعنی ہمارے ملک میں گیارہ تاریخ مشہور ہے اور مشائخ جو اولادِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے ہیں ان میں گیارھویں ہی متعارف ہے۔ اسی طرح ہمارے شیخ سید ابوالمحاسن سید موسیٰ حسنی جیلانی بن شیخ کامل عارف معظم مکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی نے اورادِ قادریہ سے نقل کیا ہے اور یہ کتاب مخدوم اعظم اکرم امجد افخم کی تصنیف ہے جن کو شیخ عبدالقادر ثانی کہتے ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ صـ۶۸ (مطبوعہ لاہور)

اسی کتاب میں ہے کہ بعض متاخرین مشائخ مغرب نے ذکر کیا ہے کہ جس دن کسی

بزرگ ولی اللہ کا وصال ہو اس میں ایصالِ ثواب کرنے سے اخیر اور برکت اور نورانیت اکثر اور وافر ہوتی ہے مگر دوسرے دنوں میں وہ خیر و برکت و نورانیت حاصل نہیں ہوتی۔

وقد ذکر بعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا فیہ الی جناب الحضرۃ وحظائر القدس یرجی فیہ من الخیر والکرامۃ والبرکۃ والنورانیۃ اکثر واوفی من سائر الایام الخ

یہ عمل مستحسنات متاخرین سے ہے (ماثبت بالسنۃ ص۶۹ مطبوعہ لاہور ۱۳۰۷ھ)

آداب الطالبین میں ہے:

اذا اردت ان تتخذ ولیمۃ فاجتھد بادراک یوم موتہ والساعۃ التی نقل فیھا روحہ لان ارواح الموتی یأتون فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذلک الموضع فی تلک الساعۃ فینبغی ان یطعم الطعام والشراب فی تلک الساعۃ فان بذلک یفرح ارواحھم وفیہ تاثیر بلیغ فانہا ساءً واشیئا من الماکولات والمشروبات یفرحون ویدعون لھم والا یدعون علیھم۔

یعنی جب تو کسی ولی اللہ یا اللہ کے نیک بندے کا ختم دلانا چاہے تو اس کے انتقال (وصال) کے دن اور اس ساعت کا خیال رکھ کیونکہ موتی کی روحیں ہر سال ایام اعراس (عرس کے دنوں میں) اس مکان میں اسی ساعت میں آتی ہیں جب ساد

اس دن اور اس ساعت کھانا کھلائے گا اور پانی پلائے گا اور قرآنِ کریم اور درود شریف اور صحیح اور مؤدب کلام باشرع حضرات سے بحسنِ صوت پڑھوا کر ایصالِ ثواب کریگا تو ان کی روحیں خوش ہوں گی اور باقی محفل اور صاحبِ خانہ کیلئے دعاءِ خیر کریں گی اور اس تاریخ اور ساعت میں ایصال کرنے میں تاثیرِ بلیغ ہے اگر اس کا عکس ہوگا یعنی بے نماز، بے دین، تارک سنت، گستاخ، بیہودہ ور لایعنی کلام پڑھنے والے ہوں گے تو وہ مقبولِ خدا بد دعا کریں گے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں تعیینِ تاریخ یعنی عرس کے جواز کا فیصلہ فرمایا، عموماً بعض مذہب تعیینِ تاریخ سے منع کرتے ہیں۔ افسوس! کہ بعض نام نہاد مولوی نام کے مہاجر باوجود حنفیت اور صاحبِ سلسلہ ہونے کے دعویدار "تاریخ گیارہویں شریف کو بدلنے اور تارکینِ سنت کی حوصلہ افزائی کرنے میں وہابیوں، دیابنہ کے بھی کان کتر کر کئی قدم آگے بڑھ گئے، اللہ تعالیٰ ان کو چشمِ بصیرت دیدے اور بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا کرے، کم از کم اپنے سلسلہ کے پیشوا کے طریقِ عمل سے تو وہ منحرف نہ ہوں۔ آمین۔ (کتبہ محمد عبدالعزیز مزنگ لاہور)

(فتویٰ مذکور و مذبور رئیس الفقہاء رأس المفتین حضرت مولانا علامہ محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزنگ لاہور کا تحریر کردہ ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں "حقیقت گیارہویں" میں نقل کرنے کیلئے ارسال کیا تھا قارئین کے استفادہ کیلئے نقل کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی قبر کو انوار و برکات سے معمور کرے اور اعلیٰ علیین میں مراتب بلند فرمائے آمین)

گیارھویں شریف کی آمد

جب اپنے غوثِ پاک کی آتی ہے گیارہویں !
سب کو بہار تازہ دکھاتی ہے گیارہویں

ہوتی ہیں دھوم دھام سے عالم میں محفلیں
کانوں کو مدحِ غوث سناتی ہے گیارہویں

اجرِ عظیم بانیٔ مجلس کو ملتے ہیں !
رحمت خدائے پاک کی لاتی ہے گیارہویں

کیسے تزک سے ہوتی ہیں ہر سمت محفلیں
منکر کو دبدبہ یہ دکھاتی ہے گیارہویں

ہوتا ہے ہر مرید کا کیا باغ باغ دل
گل گلشنِ جماعت دکھاتی ہے گیارہویں

مشتاق دل مریدوں کا ہوتا ہے شادماں
مثلِ عروس جلوہ دکھاتی ہے گیارہویں

گوھر بنا قصیدہ سنانے کا ہے تو شوق
لیکن یہ دیکھنا ہے کب آتی ہے گیارہویں

"بگوا ے اہلِ سنت روز و شب از صدقِ ایقانی"
اغثنا یا رسول اللہ امدد یا شہ جیلانی

بعض مناقب و فضائل قطب ربانی محبوب سبحانی مولٰنا سیدنا محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ

گیارہویں شریف کی محفل میں حضرتِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سیرت اور آپ کے اقوال اور کرامات کا بیان کرنا بہت بہتر ہے، بیان کرنیوالا عالمِ دین ہو جو صحیح اور غلط روایات کے درمیان تمیز کر سکے ورنہ اکثر واعظین ایسی روایات بیان کرتے ہیں جن سے عوام کے عقائد بگڑتے ہیں اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ نعت خوان حضرات ایسی نعتیں پڑھیں جو میزانِ شرع میں پوری اتریں اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوصافِ جمیلہ کی حامل و آئینہ دار ہوں۔ اس سلسلہ میں اعلیحضرت مجددِ مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بہت عمدہ ہے اور پنجابی زبان میں راقب صاحب قصوری کا کلام بھی بہت نفیس ہے۔ نعت کے درمیان دوہڑہ جات کا پیوند لگانے کا عام رواج ہو گیا ہے، بعض دوہڑے نعتیہ اشعار سے بالکل غیر مانوس ہوتے ہیں ایسے دوہڑا جات سے احتراز کیا جائے۔ فارسی زبان میں سعدی، نظامی، جامی وغیرہم بزرگوں کا کلام بہت پاکیزہ ہے۔

اس کے بعد مناقب و فضائل کیطرف قلم کو منعطف کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیئے کہ حضرت غوث قطب المشرقین سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ مقتدائے اولیاء کرام سے ہیں۔ آپ موضع گیلان میں بکم ماہِ رمضان المبارک سنہ ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اسی علاقہ کی نسبت سے آپ کو گیلانی یا جیلانی

کہا جاتا ہے آپ کی ولادت بھی خوارقِ عادات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اس وقت
آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر شریف ساٹھ سال کے قریب تھی۔ اتنی عمر کی عورتیں اکثر
بچہ جننے کے لائق نہیں رہتیں۔ بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کے پیدا ہونے
سے چند ساعات پہلے حضور علیہ السلام مع اپنے اصحاب کے آپ کے والد ماجد
کے پاس تشریف لائے اور آپ کے والد کو مبارکباد دیتے ہوئے بشارت دی
کہ آج تمہارے گھر میں ایسا بچہ پیدا ہوگا جو تمام اولیاء کا سردار ہوگا اور اس کا ذکر
ہر جگہ کیا جائے گا اور تمام اولیائے زمانہ اس کے تابع ہوں گے۔

آپ کے والد ماجد کا نام ابوصالح اور والدہ کا نام فاطمہ بنت عبداللہ صومعی
اور کنیت ابوالخیر، لقب امۃ الجبار ہے، پورا شجرہ نسب یہ ہے: حضرت شیخ
عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابوصالح دوست جنگی بن ابی عبداللہ بن یحییٰ
زاہد بن داؤد بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ آپ کو حسنی و حسینی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کا آبائی
سلسلہ حضرت حسن بن علی تک اور امہاتی سلسلہ حضرت حسین بن علی تک منتہی
ہوتا ہے۔ آپ کا لقب محی الدین اور غوث الثقلین ہے۔ محی الدین کے معنیٰ دین
کو زندہ کرنے والے کے ہیں، اس کی وجہ آگے آئیگی۔

والدین کا تذکرہ آپ کے والد ماجد کے اتقاء کا یہ عالم تھا کہ ایک دن آپ نے
دریائے دجلہ میں بہتے ہوئے ایک سیب سے روزہ افطار کر لیا بعد میں نادم
ہوئے کہ خدا جانے اس سیب کا مالک کون ہے، میں نے عجلت کی کہ اس کے ملک
سے پوچھے بغیر کھالیا ہے۔ جس طرف سے پانی آتا تھا اسطرف سیب کے مالک کی تلاش

ہیں چل پڑے ۔ چلتے چلتے بہت دور دجلہ کے کنارے ایک باغ دیکھا جس کی ٹہنیاں
دجلہ کیطرف جھکی ہوئی ہیں ۔ آپ نے جانا کہ وہ سیب اسی باغ کا ہوگا اس کے
اندر تشریف لیگئے ۔ وہاں آپ نے ایک بزرگ صورت انسان کو تخت پر بیٹھے ہوئے
دیکھا اس کے پاس چلے گئے اور سلام کہی ، اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا
اے نوجوان ! تو کہاں سے آیا ہے اور تیرا مقصد کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ میں
گیلان کا رہنے والا ہوں ۔ آپ کے باغ کا ایک سیب دجلہ میں بہتا ہوا میرے
پاس آیا میں نے اس کو فوراً اٹھایا اور روزہ افطار کر لیا ، اب میں نادم ہوں کہ
میں نے مالک کی اجازت کے بغیر اسے کیوں اٹھایا ؟ اتنی دور سے میں آپ کی
خدمت میں اس ایک سیب کے بخشوانے کے واسطے حاضر ہوا ہوں ۔ وہ
بزرگ حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ، دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ
گوہرِ نایاب ہاتھ لگا ہے ۔ فرمایا جب تک تمہارا تزکیۂ قلب تکمیل کو نہیں پہنچیگا
اس وقت تک معاف نہیں کرونگا ۔ میرے باغ کے ایک سیب کا معاوضہ یہ
ہے کہ دس سال تک اس باغ میں مجاہدۂ نفس اور عبادتِ الٰہی میں مصروف
رہو ۔ جب مدت ختم ہوئی تو حضرت عبد اللہ صومعی نے ایک سال مدت کا
مزید اضافہ فرمایا ۔ جب وہ سال بھی گذر گیا تو آپنے ایفائے وعدہ کی بابت
عرض کی ۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے جو آنکھوں سے
اندھی اور سر سے گنجی ، کانوں سے بہری ، ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لنگڑی
ہے ، اسے اپنے نکاح میں لے لو پھر میں تمہیں سیب معاف کرونگا ، آپ نے
تھوڑا توقف کیا اور پھر آپ راضی ہو گئے چنانچہ اسی وقت وہاں بیٹھے بیٹھے

آپ کا اس لڑکی سے عقد کر دیا پھر آپ کو مکان کے اندر جانے کی اجازت دی جب آپ وہاں گئے تو کیا دیکھا کہ ایک نہایت حسین وجمیل لڑکی سرو قد کھڑی ہے آپ نے اس کو دیکھا اور واپس آنے لگے۔ لڑکی نے کہا جاتے کہاں ہو؟ میں ہی تو تمہاری بیوی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میری بیوی کے متعلق تو بتایا گیا ہے کہ وہ اندھی اور گنجی، بہری اور لنجی اور لنگڑی ہے، عبد اللہ صومعی بھی باہر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انہوں نے فوراً آ کر فرمایا! بیٹا! میری مراد بیٹی کے اندھی ہونے سے یہ ہے کہ جب سے بالغ ہوئی ہے اس کی نظر کسی نامحرم پر نہیں پڑی اور اس کے گنجے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے بالوں کو کسی نامحرم نے نہیں دیکھا، اور اس کے بہری ہونے سے یہ مراد ہے کہ کسی نامحرم مرد کی آواز اس کے کان میں نہیں آئی اور اس کے لنجی ہونے کی حقیقت یہ ہے آج تک سوائے تمہارے اس کے ہاتھوں نے کسی مرد کو نہیں چھوا، اور اسکے لنگڑی ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاؤں آج تک کسی نامحرم مرد کیطرف نہیں چلے۔

اس کے بعد آپ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لیکر گیلان میں آئے اور اسی نیک بیوی سے حضرتِ غوثِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ۴۷۱ھ کو یکم رمضان المبارک میں پیدا ہوئے، آپ کی تاریخِ ولادت اس مصرعہ سے ظاہر ہوتی ہے:۔

نزولش در جہاں بنمود عاشق،
۴۷۱ھ

اور آپ کی تاریخِ وفات اس مصرعہ سے:

معشوق در اندر دام معشوق

بعض نے قطعۂ تاریخ یوں کہا ہے:

سلطانِ عصر شاہِ زماں قطبِ اولیار ؛؛ آمد وفاتِ او زقیامت علامتے
تاریخ سال و وقت وفاتش خواستم ؛؛ آنہ راوی حدیث بگفتنا قیامتے

آپکی وفات ۷ اربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں ہوئی۔

زمانۂ شیرخوارگی حضرتِ غوث الاعظم رمضان شریف کی یکم کو پیدا ہوئے اور آخیر رمضان تک بلکہ ایام شیرخوارگی میں جتنی مرتبہ رمضان المبارک آیا آپ کی عادت کریمہ یہی رہی کہ سحری کے وقت شیرِ مادر نوش فرما لیتے اور پھر سارا دن نہ پیتے جب سورج غروب ہوتا تو پینے کی خواہش ظاہر فرماتے۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے کہ شیرخوارگی میں بھی روزہ رکھا ورنہ عادت سے بعید ہے کہ کوئی بچہ اس زمانہ میں روزہ رکھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انتیس رمضان المبارک کو مطلع غبار آلود تھا چاند نظر نہ آیا۔ صبح کو لوگ آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس دریافت کرنے کیلئے گئے کہ آپ کے صاحبزادے نے دودھ پیا ہے یا نہیں! والدہ صاحبہ نے فرمایا نہیں پیا۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آج روزہ ہے عید نہیں ہے۔

تعلیم جب آپنے ہوش سنبھالا تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی طبیعت اور ذہن رسا کو دیکھ کر پوری توجہ سے تعلیم دینا شروع کی لیکن عمر نے وفا نہ کی، آپ یتیم رہ گئے اس عرصہ میں آپنے چند درسی کتب اور تھوڑا سا قرآن کریم حفظ کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپکی تعلیم میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی، تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے رسمی علم پر کافی

عبور حاصل کر لیا جس سے آپ کے دل میں مزید علم حاصل کرنے کی تمنا اور تڑپ موجزن ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس ایک گائے تھی اسے چرانے کیلئے آپ جنگل میں تشریف لیجاتے تھے، ایک دن وہ گائے بھاگ گئی آپ اسے پکڑنے کیواسطے اس کے پیچھے بھاگے جا رہے تھے ایک جگہ پر وہ گائے ٹھہر گئی اور آپ کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگی:

یا عبد القادر ما خلقت لهذا وما امرت بهذا

"اے عبد القادر! تم نہ اس کام کیلئے پیدا کیئے گئے ہو اور نہ اس کا حکم دیئے گئے ہو" اس آواز کے سننے سے آپ پر بیخودی اور جذب وجد کی حالت طاری ہو گئی جس سے آپ کے دل میں تحصیل علم کیواسطے بغداد جانے کا ارادہ پیدا ہو گیا آپ نے اپنی والدہ سے بغداد جانے کی اجازت چاہی والدہ نے راضی ہو کر اجازت دے دی اور اندر سے چالیس دینار نکال لائیں اور فرمایا تمہارے والد اسّی دینار چھوڑ گئے ہیں چالیس تمہارے بھائی کیواسطے رکھ لئے ہیں اور چالیس تمہیں دیتی ہوں تمہارے کام آئیں گے۔ پھر وہ قمیص میں بغل کے نیچے سی دیئے۔ بغداد کیطرف ایک قافلہ جا رہا تھا آپ اس کے ساتھ ہو گئے۔ آپ کی والدہ آپ کو رخصت کرنے کیواسطے گیلان کے باہر دور تک آپ کے ساتھ آئیں اور پھر محبت اور پیار کر کے بہت سی دعائیں دیکر آپ کو یہ کہکر رخصت کیا کہ آج کے بعد پھر میری اور تیری ملاقات اس دنیا میں نہیں ہو گی، آخرت میں ہو گی۔ جب آپکا قافلہ ہمدان میں پہنچا تو قزاقوں نے آپ کے قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ والوں کو لوٹ لیا آپ ایکطرف آکر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک قزاق آپ کے پاس آیا اور پوچھا!

اے نوجوان! تمہارے پاس بھی کچھ ہے تو بتا دو؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ ہے اور چالیس دینار بھی ہیں۔ ان قزاقوں نے کہا کہ یہ نوجوان ہم سے دل لگی کرتا ہے اگر اس کے پاس دینار ہوتے تو بھلا ہم جیسوں کو کیوں بتاتا۔ وہ چلے گئے۔ ان کے سردار نے پوچھا! کوئی شخص قافلہ والوں سے رہ تو نہیں گیا جس کا مال تم نے نہ لوٹا ہو ان دو قزاقوں نے کہا کہ ایک نوجوان رہ گیا ہے۔ سردار نے آپ کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ اس کے پاس آئے تو اس نے پوچھا نوجوان! تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس دینار ہیں۔ اس نے کہا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا قمیص میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں چنانچہ جب دیکھا گیا تو واقعی چالیس دینار پائے گئے۔ آپ کے صدق سے وہ سردار بڑا متاثر ہوا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کو سچ بولنے پر کس نے آمادہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنی والدہ کے ساتھ ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کیا ہے! ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ تو اپنی والدہ کے عہد کو توڑنے سے ڈرتا ہے ہمارا کیا حال ہوگا جنہوں نے سالہا سال سے اپنے رب کے عہد کو توڑ دیا ہے۔ اس کے بعد اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس کے ساتھ اس کے سارے رفیقوں نے بھی توبہ کی اور زہد و ریاضت اور عبادت و طاعت میں مصروف ہو گئے اور سب کا مال واپس کر دیا۔

تعریظ فتوح الحرمین کے صفحہ ۱۹ میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ شروع جوانی میں جب میں سو جاتا تو میں یہ آواز سنتا "اے عبدالقادر! ہم نے تمہیں سونے کے واسطے پیدا نہیں کیا اور جب میں مکتب میں پڑھنے کے واسطے جاتا تو میں فرشتوں کو یہ کہتے سنتا "کھڑے ہو جاؤ! اللہ کے ولی کو جگہ دو۔"

آپ کی بغداد میں تشریف آوری

آپ ماہِ صفر ۴۸۸ھ میں بعمر ۱۸ سال بغداد میں تشریف لائے۔ آپنے
حافظ ابوطالب بن یوسف سے حفظِ قرآن شریف کی تکمیل کی۔ اس کے بعد
آپنے فقہ اور حدیث اور تفسیر اور دیگر علومِ مروجہ پڑھے اور تمام اہلِ زمانہ پر
سبقت لے گئے اور خدائے رحمٰن ورحیم کے فضل وکرم سے علامۂ دہر بن گئے
اور آپ کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی۔

طالب علمی کے زمانہ میں ایک دن آپ کے اساتذہ نے وعظ کہنے کو
کہا، آپنے کہا میں ایک عجمی اللسان ہوں اہلِ عرب کے سامنے بولنے کی کیسے
جرأت کروں! بہرکیف آپ کو مجبور کیا گیا اور وعظ کہنے کیواسطے منبر پر تشریف
لائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا وعظ سننے کیواسطے بہت سے لوگ جمع ہو گئے،
جہاں تک میری نگاہ جاسکتی تھی وہاں تک لوگوں کا ہجوم نظر آتا تھا، میں حیران
تھا کہ کیا کہوں اس لئے کہ وعظ کہنے کا یہ میرا پہلا موقع تھا کہ اچانک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا آپنے فرمایا "یا بنی تکلم" بیٹا تقریر کر،
میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں عجمی ہوں اور یہ سننے والے سارے عربی ہیں،
میں کیا تقریر کردں! آپ نے فرمایا منہ کھول! میں نے منہ کھولا تو آپ نے تین مرتبہ میرے
منہ میں لعاب دہن ڈالا۔ اس کے بعد مجھے بولنے کی طاقت حاصل ہوگئی، میں
نے بولنا شروع کیا اور وہ نکات بیان کیئے کہ سننے والے عش عش کرا ٹھے۔
نقل ہے کہ آپ چالیس سال تک تمام علوم میں کلام کرتے رہے آپ

جب وعظ فرماتے تو کہتے :۔

"اے آسمان والو اور زمین والو! آؤ اور میرا کلام سنو، مجھ سے سیکھو کہ میں زمین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث اور نائب ہوں کہ اس مجلس میں خلعتیں عطا ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ میرے دل پر تجلی فرماتا ہے۔"

آپ کی وعظ کی مجلس میں ستر ہزار کے قریب آدمی ہوتے اور چار سو آدمی آپکا کلام مبارک لکھنے پر متعین ہوتے اور آپ کی مجلس میں دو تین آدمی آپ کے وعظ کے اثر سے مر جاتے۔ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں کئی مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں اور ملائکہ کو اور جنوں کو صف بہ صف دیکھا ہے۔

عجیب فتویٰ

آپ کے پاس کثرت سے فتاویٰ آنے لگے جن کا جواب آپ برجستہ دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے منت مانی کہ اگر خداوند کریم مجھے میرے مقصد میں کامیاب فرمائے تو میں ایسی عبادت کرونگا کہ اس میں اس وقت دنیا کا کوئی فرد و بشر شریک نہ ہو جب وہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو علمائے کرام سے استفسار کیا سب کے سب عاجز رہے پھر یہی سوال آپ کے پاس آیا آپ نے فوراً جواب لکھا کہ خانہ کعبہ کو خالی کر دو کہ یہ شخص اکیلا طواف کرے اور اس کی منت پوری ہو جائے گی اور کفارہ لازم نہیں آئیگا۔ جب علماء نے یہ سنا تو آپ کے علم و فضل کا اقرار کر لیا۔

ایک دفعہ ۵۶۷ھ میں حضرت غوث پاک کرسی پر بیٹھ کر کہہ رہے

بھئے اے زمین والو مشرق میں ہو یا مغرب میں، اور اے آسمان والو! اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے ۔ میں ان میں سے ہوں جن کو تم نہیں جانتے، اے زمین کے مشرق اور مغرب والو! آؤ مجھ سے سیکھو! اے عراق والو! تمام حالات میرے نزدیک ان کپڑوں کیطرح ہیں جو میرے گھر میں لٹکے ہوئے ہیں، ان میں سے جن کو چاہوں پہن لوں، تم کو مجھ سے بچنا چاہیئے ورنہ میں تم پر ایسا لشکر لاؤں گا کہ تم اس کا سامنا نہ کر سکو گے (یہ بات آپ نے اپنے مخالفوں اور منکروں اور گستاخوں اور بے ادبوں کیواسطے فرمائی ہے) آپنے فرمایا اے غلام! ہزار سال تک سفر کر، تاکہ تو مجھ سے بات سنے ۔ اے غلام! ایک کلمہ سن، ولایات یہاں ہیں، درجات یہاں ہیں، میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں، کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خدا نے مبعوث کیا ہو اور کوئی ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو، یہ زندہ ولی اپنے بدلوں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ ، اے غلام! میری بات منکر نکیر سے پوچھو جبکہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں تو وہ تجھے میرا حال بتائیں گے ۔" (بہجۃ الاسرار اردو ترجمہ ص۵۸)

آپ نے فرمایا" اس میں شک نہیں میں بلایا جاتا ہوں تب بولتا ہوں اور دیا جاتا ہوں تو تقسیم کرتا ہوں) اور حکم دیا جاتا ہوں تو کرتا ہوں، تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لئے فوری زہر ہے اور تمہاری دنیا اور آخرت کے تباہ ہونے کا سبب ہے ۔" (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا" میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے " آپ کے

اس قول کے سامنے جتنے اولیا رجو اس زمانہ میں دور و نزدیک حاضر موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا "جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے توسل سے مانگو۔" (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا "تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی جنگل و سمندر، نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔" (بہجۃ الاسرار)

آپ نے فرمایا "تمام مردانِ خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں مگر میں وہاں تک پہنچتا ہوں اور میرے لئے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے، اس میں داخل ہوتا ہوں اور خدا کی تقدیروں سے خدا سے حق لیے نقد جھگڑتا ہوں، پس مرد وہ ہے کہ جو تقدیر سے جھگڑے نہ وہ کہ جو اس سے موافق ہو۔"

۵۶۰ھ میں آپ نے فرمایا "خوش ہو جائے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور وہ بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ میں اس شخص پر افسوس کرتا ہوں جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار)

۳۰ جمادی الاخریٰ ۵۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ ایک خوبصورت جوان آیا اس وقت آپ وعظ سنا رہے تھے۔ وہ آپ کے ایک طرف بیٹھ گیا اور کہا اے ولی اللہ! تم کو سلام ہو، میں ماہِ رجب ہوں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو ان معاملات کی خبر دوں جو مجھ میں ہونے والے ہیں، یہ مہینہ لوگوں پر بہتر ہوگا۔ پھر اس کے بعد شعبان کا مہینہ بھی آیا اور پھر رمضان کا مہینہ

بھی آیا، رمضان کے مہینے نے آپ کو رخصت کیا اور کہا کہ آئندہ سال آپ میری ملاقات نہیں کریں گے، یہ میری آخری ملاقات ہے اس کے بعد آپ نے دوسرے سال ربیع الثانی میں انتقال فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس دن اور ماہ اور سال اپنے ظاہر ہونے سے پہلے آتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونا ہوتا ہے وہ مجھ کو بتا دیتا ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

نقل ہے کہ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے ہاتھ میں ایک کاغذ دیا گیا جس کا طول وہاں تک تھا جہاں تک نظر پہنچے اس میں ان سب لوگوں کے نام تھے جو میرے زمانہ سے لیکر قیامت تک کے دن تک میرے مرید اور میرے ساتھ محبت رکھنے والے ہوں گے۔ پھر حکم ہوا کہ اس کاغذ میں جتنے لوگوں کا نام درج ہے میں نے آپ کا صدقہ سب کو بخش دیا۔

قبر میں منکر نکیر کا سوال

حضرتِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید نے آپ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور منکر نکیر کے آنے اور سوال کرنے کی بابت پوچھا کہ ان کے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میرے پاس منکر نکیر آئے اور یکے بعد دیگرے تینوں سوال کر دیئے تو میں نے ان کو کہا تم نے نہ سلام کیا اور نہ مصافحہ ------ ہمارا طریقہ جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ تو یہ ہے کہ باہر سے آنیوالا اندر والے کو سلام کرے اور مصافحہ کرے، وہ نادم ہوئے اور السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیوا سطے اپنے ہاتھ بڑھائے تو میں نے ان کے ہاتھوں کو اپنے

ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا تم نے اللہ تعالیٰ کو یہ کیوں کہا تھا کہ انسانوں کو پیدا نہ کر، یہ بدکار اور شراب خور ہوں گے! انہوں نے کہا کہ یہ بات ہم ہی نے نہیں کہی تھی بلکہ آسمانوں کے سب فرشتوں نے کہی تھی۔ میں نے کہا جب تک تم مجھے اس کا جواب نہ دو گے میں تمہیں نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے اپنے آپ کو چھڑانے کے واسطے بڑا زور لگایا لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ جب وہ عاجز آ گئے تو انہوں نے کہا آپ ہم کو چھوڑ دیں ہم دوسرے فرشتوں سے پوچھ کر جواب دیں گے۔ میں نے ایک کو چھوڑ دیا اور ایک کو پکڑ رکھا۔ وہ فرشتہ آسمان پہ گیا اور سب فرشتوں پہ اس نے اپنی گرفتاری کا حال بیان کیا، اور پوچھا بتاؤ ہم کیا جواب دیں؟ سب فرشتوں نے کہا ہمیں اس کا جواب نہیں آتا۔ رب العالمین سے پوچھنا چاہیئے جو حکم ہوگا اس پر عمل کریں گے، پھر وہ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے مولا! ہم کیا جواب دیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرے محبوب کے پاس جاؤ اس سے معافی مانگو اور کہو کہ آپ جو حکم کریں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ پھر وہ فرشتہ واپس آیا اور اس نے کہا آپ ہمیں چھوڑ دیں اور آپ جو حکم کریں گے ہم بجا لائیں گے۔ میں نے کہا کہ میں اس شرط پر چھوڑتا ہوں کہ آئندہ میرا جو مرید فوت ہو اس سے سوال نہ کرو، انہوں نے کہا بہت اچھا! پھر میں نے ان کو چھوڑ دیا اور وہ چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے محبوب! تمہارا جو مرید فوت ہوگا اس سے فرشتے سوال نہیں کریں گے اس سے میں خود سوال کرونگا۔ سچ ہے:

میان عاشق و معشوق رمزیست ٭ کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

جن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق و اخلاص کے ساتھ ہو وہاں ملائکہ کی کیا حاجت ؟

شانِ خطابت

آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرماتے حاضرین کی تعداد کبھی ستر ہزار سے کم نہ ہوتی تھی آپ کی تقریر اسرار و رموز اور حقائق و بصائر کا امڈتا ہوا سمندر ہوتا تھا آپ کی تقریر میں وہ روانی اور فصاحت ہوتی کہ سننے والے حیران رہ جاتے آپ کی آواز نزدیک اور دور والے یکساں سنتے اگر کسی کے دل میں کوئی خطرہ پیدا ہوتا تو مکاشفہ سے معلوم کر کے فوراً تقریر میں ہی اس کو حل کر دیتے آپ کی وعظ کی مدت چالیس سال ہے ۵۲۱ھ میں جب آپ نے وعظ کہنا شروع کیا تو آپ کے منہ میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین دفعہ اور حضرت علی نے دو دفعہ لعابِ دہن ڈالا جس کی برکت سے آپ کا سینہ کھل گیا اور وہ نکات و اسرار آپ نے بیان فرمائے کہ آپ کے اساتذہ نے کہا کہ آج ہمارے وہ مسائل جو حل نہ ہوتے تھے آپ کی تقریر سے حل ہو گئے۔ آپ کی وعظ کی مجلس صرف انسانوں پر ہی مشتمل نہیں ہوتی تھی بلکہ جنات بھی حاضر ہوتے تھے اور چار سو ایسے اشخاص ہوتے جو آپ کے وعظ کو لکھ لیا کرتے (سفینۃ الاولیاء) میں ہے کہ آپ کی مجلس میں تقریباً ۷۰۰۰۰ ہزار کا مجمع ہوتا تھا۔

آپ تمام اولیاء کے سرتاج ہیں

شیخ جمال العارفین ابو محمد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا کہ ان اولیاء اللہ کی

کوئی بہت عجیب حکایت بیان کر جو تو نے دیکھی ہے اس نے کہا ایک دفعہ میں بحرِ محیط کے کنارے سے گذر رہا تھا۔ وہاں میں نے ایک گدڑی پوش آدمی کو سویا ہوا دیکھا، میں نے اس کو کہا اٹھ اور بندگی کر! اس نے کہا اے ابو العباس! اپنے ہر دو سانسوں کو ذکرِ حق میں مشغول رکھ۔ ضائع نہ کر! میں نے کہا" میں نے تجھے پہچانا کہ تو خضر ہے اب تو بتا کہ میں کون ہوں؟ میں نے مناجات کی اے میرے رب! میں اولیاء کا نقیب ہوں اور اس کو نہیں پہچانتا۔ ندا آئی اے ابو العباس! تو ان اولیاء کا نقیب ہے جو مجھ کو دوست رکھتے ہیں اور یہ شخص ان اولیاء میں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں، پھر اس شخص نے میری طرف منہ کر کے کہا اے ابو العباس: تو نے سنا؛ میں نے کہا ہاں! پھر میں نے اس سے کہا کہ میرے لئے دعا کر، اس نے کہا میں تجھ سے دعا چاہتا ہوں، میں نے کہا نہیں تو دعا کر۔ اس نے کہا وَفَّرَ اللّٰہُ نصیبک منہ" اللہ تعالیٰ اپنے قرب سے تیرے نصیب کو زیادہ کرے، پھر وہ غائب ہو گیا حالانکہ کسی ولی کو ممکن نہیں ہے کہ میری نظر سے غائب ہو۔ اس جگہ سے میں آگے گیا تو ریت کے ایک اونچے ٹیلے پر میں نے نور دیکھا کہ اس پر آنکھ نہیں ٹھہرتی تھی، وہاں میں نے ایک عورت کو ایک نئی گدڑی میں سوتے ہوئے دیکھا وہ گدڑی اس شخص کی گدڑی کے بالکل مشابہ تھی وہاں میں نے پاؤں کے ساتھ اس کو بیدار کرنے کا ارادہ کیا، ندا آئی کہ جن سے ہم محبت رکھتے ہیں ان کے حق میں باادب رہو، پھر ایک گھڑی کے بعد وہ عورت بیدار ہوئی اور کہا:

الحمد للّٰہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ

النشور والحمد للّٰہ الذی انسنی واوحشنی عن خلقہ ۔

" وہ اللہ تعریفوں کے لائق ہے جس نے مجھے مارنے کے بعد زیادہ کیا اور اسی کی طرف پھرنا ہے اور وہ اللہ تعریفوں کے لائق ہے جس نے اپنے ساتھ میرے دل کو قرار بخشا اور اپنی خلقت سے مجھ کو دور کیا ۔"

پھر اس نے کہا اے ابوالعباس! اگر تو ادب کے ساتھ باز رہتا تو بہتر تھا۔ میں نے کہا کیا تو فلاں مرد کی بیوی نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ اس جگہ ابدال میں سے ایک عورت فوت ہو گئی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی تجہیز و تکفین کیلئے بھیجا تھا، جب میں اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئی تو اسے اٹھا لیا گیا اور آسمان کی طرف لے گئے۔ میں نے اس سے کہا میرے لئے دعا کر، اس نے کہا دعا تجھ سے ہے، میں نے کہا نہیں تو دعا کر، اس نے کہا وفرک اللّٰہ نصیبک منہ " اللہ تعالیٰ اپنے قرب سے تجھ کو زیادہ دے "۔ اس نے کہا اگر میں تیری نظر سے غائب ہو جاؤں تو برا نہ ماننا، پھر وہ غائب ہو گئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ اس گروہ کا کوئی سردار بھی ہوتا ہے جس کی طرف یہ رجوع کریں، اس نے کہا ہاں! میں نے کہا ہمارے زمانہ میں ان کا سردار کون ہے؟ اس نے کہا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ افراد میں سے ہے۔

(تقریظ بر فتوح الحرمین ص ۱۲۸)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی اکرم علیہ السلام کو کندھا دینا

(از حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور)

سوال :۔ شبِ معراج غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کندھا دینے کا واقعہ کیا ہے ؟

(المستفتی محمد صادق جماعتی فرنگ لاہور)

جواب :۔ (السنیۃ الانیقۃ فی فتاویٰ افریقیہ لمجدد مائۃ حاضرہ غفر اللہ لہ و اعلیٰ مقامہ فی الجنۃ) ۔ تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضورِ غوثیت پائے اقدس کندھے پر لیکر شبِ معراج خود عرش پر گئے ؛

تھا تمہارا دوشِ اطہر :: زینۂ پائے پیمبر

جب گئے عرشِ بریں پر :: المدد یا عبد القادر

نیز کتابِ مناقبِ غوثیہ مصنفہ شیخ محمد صادق قادری شہابی سعدی جو انہوں نے شیخ و مرشد سید عبد القادر غریب اللہ بن سید جلیل حسنی حسینی متوطن احمد آباد کے حکم سے بزبانِ فارسی لکھی اس کے صہ ۲۲ تا صہ ۳۱ کئی کتابوں کے حوالہ جات سے یہ روایت لکھی ہے :۔

در شبِ معراج روح پر فتوح حضرت سلطان محبوبانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بغلبۂ شوقِ مشاہدہ جمال حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ و سلم از مقامِ خویش کہ منتہائے مقامِ اولیا رلبود انتقال کردہ متجسد بجسدِ لطیف گشتہ بہ ملازمت آنحضرت درعین معراج مشرف شدہ قدم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بر رقبۂ خود گرفت و فیوضے

کہ مخصوص بمقام معراج نبوی بود استغاضہ کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم اسم یا قادر گفتہ بر رقبہ وے قدم استادہ عروج فرمود از حضرت

عزت ندا رسید کہ یا رسول اللہ امیدانی کہ ایں روح کیست و نامش

چیست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرضداشت کہ الٰہی ایں روح را

در خود اختلاط جزئیت بکمال عشق و محبت می یابم و نامش تو نیکو میدانی

ندا آمد کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایں فرزند تست از نسل حسن بن

علی کرم اللہ وجہہ نامش عبد القادر نہادیم و در مقام ولایت و رتبہ

معشوقیت مثل او ہیچ ولی نیست و برا رتبہ محبوب ازلی و معشوق

لم یزلی بودن بہ طفیل تست آنگاہ آنحضرت شکر حق تعالیٰ بجا آوردہ

بفیوضات مخصوصہ ممتاز ساختہ فرمود یا ولدی قد طاب

خاطری برؤیتک فاطب خاطرک برؤیتی انت

محبوب اللہ ومحبوبی ومریدی وخلیفتی وقدمی

علی رقبتک وقدمک علی رقاب اولیاء امتی ۔ انتھٰی

سنہ ۱۲۰۰ھ

اس فارسی کو محی الدین اربلی نے عربی زبان کا جامہ پہنایا جو رمضان

کو مطبع مرلیس ثغر سکندریہ مصر میں طبع ہوئی اسی کا نام تفریح الخاطر

ترجمہ الشیخ عبد القادر ہے جس کا ذکر اعلیٰحضرت بریلوی ابرداللہ مضجعہ

وادخلہ بجوبہ جنانہ نے کیا ہے ۔ اس عربی کتاب کا ترجمہ بزبان اردو ہوچکا ہے جو

لکھنؤ اور لاہور میں طبع ہوا ہے اور غالباً لاہور سے مل سکتا ہے اس کے صہ ۸

سے صہ ۱۱ تک ملاحظہ کرو ۔ تحفۃ العاشقین للشیخ رشید بن محمد جنیدی میں ہے :۔

ان ليلة المعراج جاء جبريل ببراق الى رسول الله ولم يأخذ السكون والتمكين ليركب عليه النبي الامين فقال النبي صلى الله عليه وسلم لم لم تسكن يا براق حتى اركب على ظهرك فقال روحي فداء لتراب نعلك يا رسول الله اتمنى ان تعاهدني ان لا تركب يوم القيمة على غيري حين دخولك الجنة فقال النبي صلى الله عليه وسلم يكون لك ما تمنيت فقال البراق التمس ان تضرب يدك المباركة على رقبتي ليكون علامة لي يوم القيمة فضرب النبي صلى الله عليه وسلم يده على رقبة البراق ففرح البراق فرحا حتى لم يسع جسده روحه ونمى اربعين ذراعا من فرحته وتحقق في تكوينه لحظة لحكمة خفية ازلية فظهرت روح الغوث الاعظم رضي الله عنه وقال يا سيدي ضع قدمك على رقبتي واركب فوضع النبي صلى الله عليه وسلم قدمه على رقبته وركب فقال قدمي على رقبتك وقدمك على رقبة كل ولي الله انتهى۔

شیخ بندگی محمد اکرم بن محمد علی براسوی (براس از توابع کرنال) صابری قدوسی اپنی کتاب اقتباس الانوار ص۸۰ مطبوعہ لاہور میں فرماتے ہیں صاحب تحفۃ القادریہ (مصنفہ شاہ ابو المعالی ولادت س۹۶۰ھ ورحلت ۱۶ ربیع الاول س۱۰۲۴ھ)۔

" میگوید در قصص معتبرہ آمدہ است کہ حضرت خواجہ دو سرا احمد مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمود چوں جبریل بانگ بر وے زد و گفت مگر درنیتابی کہ ایں چہ سعادت است براق گفت میدانم اما مطلوب من ازیں آنست ہمہ اسپاں روئے زمین کہ ہم جنس من اند آمرزیدہ گردند حضرت خواجۂ عالم

بروز حشر بر من سوار شوند زیراکہ در بہشت بہتر از من براقہا بسیار اند حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمود کہ بیا مژدہ خداتعالیٰ ہم جنس ترا و فرد ا روزِ قیامت بر تو سوار شوم ازیں شادی براق چنداں آسود در فیح تر گردید کہ دستِ مبارک بریں و پائے شریف برکاب و سیمر سد اندریں اثنا روحِ مقدس حضرت سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی حاضر شدہ تحت پائے مبارک آں رحمۃ للعالمین آمد سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پا بر گردن وے رضی اللہ عنہ نہادہ بر براق سوار شدند و فرمودند کیستی روح حضرت غوثِ پاک عرض نمود کہ من یکے از فرزندانِ توام اگر خدا تعالیٰ مرا منزلے بخشد زندہ گردانم دین ترا حضرت سرور انبیاء فرمود کہ قدم مبارکت بر رقاب جمیع اولیائے امت من باد چوں سید کائنات از ہر ہفت آسمان عبور فرمودہ بساقِ عرش مبارک رسید آنجا خیمۂ عظیم سبز باعظمت دید بخاطر مبارک گزرانید کہ چوں بعد از من ہیچ پیغمبر مبعوث شدنی نیست ایں خیمہ باعظمت و جلالت از کیست فرماں رسید کہ بعد از تو ہیچ پیغمبرے مبعوث نخواہد شد و ایں خیمہ یکے از فرزندان تو است کہ در حالیکہ سوار شدہ بر براق گردن خود تحت اقدام تو نہادہ بود و در حق او دعا فرمودی کہ قدم تو بر رقاب جمیع اولیاء امت من باد مسرآئینہ او را منزلتی بخشم تا زندہ گرداند دین ترا و مامور شود کہ بگوید قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ انتہیٰ

اس طرح زبور ایمان محمد سعید لکھنوی اور مولود شہید منشیح آل العالی ہر گرہ در منازل اثنا عشریہ غلام امام شہید در مولود حیدری وغیرہ ہیں والعفو لمنان [illegible]

موجود ہے مگر افسوس کہ تحفۂ قادریہ کا جو ترجمہ لاہور میں شائع ہوا ہے اس میں یہ روایت نہیں ہے شاید کسی بدمذہب دشمنِ اولیاء اللہ نے نکال دی ہے۔ شرائفِ غوثیہ مصنفہ سید محمد شاہ بٹالوی مرحوم قلمی صفحہ ۱۲ میں ہے :-

مرویست کہ چوں پیغمبرِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام شبِ معراج از سدرۃ المنتہیٰ گذشتہ بسواری رفرف مابین عرشِ معلّیٰ رسید و رفرف از صعود درماندہ باعثِ توقف آنجناب گردید دراں میاں روحِ مبارک حضرت غوث رضی اللہ عنہ حاضر شدہ بجہت استرکاب معروض گردانید و علاوہ از بارگاہ ندائے در رسید کہ یا محمد ھذا ولدک عبد القادر وله شان عظیم فی الدنیا والاٰخرۃ فارکب علیٰ منکبیہ وتعال علی العرش فلما رکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قدمی ھذا علی رقبتک و قدمک علی رقبۃ کل ولی اللہ و ایں اول بشارتیست کہ پیغمبر علیہ السلام از وجود مبارکش دریافتہ شکر الٰہی بجا آورد انتہیٰ۔

"توضیح الجمیل ۱۳۳۸ھ فی سیرۃ النبی الخلیل" مرتبہ خاکسار کاتب الحروف جس کا مسودہ دمبیضہ ایک حرف باوضو لکھا گیا اس کے صفحہ ۹۸ میں ہے کہ جب معراج شریف کی رات کو جبریل علیہ السلام براق لیکر آئے تو وہ شوخی کرنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب دریافت کیا تو عرض کی کہ میری خواہش یہ ہے کہ قیامت کے دن بھی آپ بوقت دخول جنت مجھ پر سوار ہوویں آپ نے اس کی عرض منظور کی اس کی خواہش سے اس کی گردن پر پنجہ بطور نشان لگا دیا۔ اس

وہ اس قدر خوش ہوا کہ جسم میں پھولا نہ سماتا تھا اور فرحت سے چالیس گز اس کا قد ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت خفی ازلی سے توقف فرمایا اسوقت روح پر فتوح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضرت اپنا قدم میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔ چنانچہ آپ گردن پر قدم رکھکر سوار ہوئے اور فرمایا میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہوگا۔ منکر کو اس بات سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ معراج شریف کی رات آپ نے جیسے انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو آسمان میں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہشت میں اور خواجہ اویس قرنی کو مقعدِ صدق میں اور ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو جنت میں دیکھا جو احادیث سے ثابت ہے۔

(مشکوٰۃ مناقب عمر رضی اللہ عنہ ص۵۵۷، مرقات ج ۵ ص۵۲۴، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۵۵، مظاہرِ حق تتمہ ج ۴ ص۱۰)۔ ویسے ہی اگر روح پر فتوح شیخ غوث السموات والارضین حاضر ہو گئی تو کچھ تعجب نہیں۔ نیز معراج شریف کی رات جب آپ نے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو حضرت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میں ان میں سے کسی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ امام غزالی کی روح حاضر ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نام بعد سلام کے پوچھا آپ نے کہا محمد بن محمد بن محمد الغزالی۔ حضرت کلیم اللہ نے فرمایا میں نے صرف تمہارا نام پوچھا ہے نہ تمہارے باپ اور دادا کا۔ امام غزالی نے جواب دیا کہ کوہِ طور پر خدا نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے [illegible]

انو کا علیہا و اھش بھا علیٰ غنمی ولی فیھا مآرب اخریٰ حضرت

موسیٰ نے جواب دیا کہ میں نے معلوم کیا خدا عالم الغیب والشہادہ ہے اور یہ سوال

استیناس کیلئے ہے لہٰذا میں نے تلذذ کیلئے ان کلمات کو زیادہ کیا۔ امام نے جواب دیا

کہ میں نے بھی تلذذ کیلئے زیادتی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا سے اشارہ

فرمایا کہ تم نے موسیٰ علیہ السلام سے رعایت ادب نہیں کی اور عصا کا نشان امام

غزالی کے جسم پر ظاہر تھا۔ (انتہی تفریح الخاطر مصری ص۱۳۰، منقول از ماہنامہ مبلغ قصور اپریل ۱۹۶۲ء)

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر

جب آپ کو مرتبہ غوثیت سے نوازا گیا اور خلعت محبوبی زیب تن فرمائی گئی

تو ایک روز جمعہ کے دن وعظ فرماتے ہوئے بر سر منبر اعلان کیا۔

قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔

"میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے"

اس ارشاد کے سنتے ہی تمام ولیوں نے جو مجلس میں حاضر تھے اور جو حاضر نہ

تھے اپنی گردنیں جھکا دیں، یہاں تک کہ جو اولیاء ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے ان کی روحوں

نے اپنے باپوں کے اصلاب یا ماؤں کے ارحام میں اپنی گردنیں خم کر دیں اور تسلیم کیا

کہ بیشک آپ کا قدم ہماری گردنوں پر ہے اور منادی غیب نے تمام عالم میں ندا کر دی

کہ تمام اولیاء عظام اور بزرگان انام حضور غوث الاعظم محبوب سبحانی، قطب ربانی

شیخ عبد القادر جیلانی کی اطاعت کریں اور ان کے ارشادات کو بسر و چشم بجا لائیں

ایک روایت میں آیا ہے کہ جس وقت آپ نے یہ فرمایا کہ میرا قدم

تمام اولیاء اللہ کی گردن ہے تو علی بن ہیتی بصد ادب و احترام کھڑے ہوئے اور آپ کے منبر کے قریب پہنچ کر آپ کے قدموں کو اپنی گردن پر رکھا اس کے بعد تمام اولیاء اللہ جو مجلس میں حاضر تھے اپنی گردنوں کو خم کیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب آپ بغداد میں آئے تو ایک بزرگ نے جن کو غوث کہتے تھے فرمایا تھا میں دیکھتا ہوں کہ تم منبر پر کہو گے "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے"۔

حلیہ مبارک

رنگ گندم گوں، قد میانہ، بدن نحیف و نازک، سینہ کشادہ، پیشانی بلند، ابرو پیوستہ، لب شگفتہ، رخسارے نورانی اور ریش مبارک بڑی چوڑی اور گھنی تھی، آواز پر اعجاز، کلام معجز نظام تھا، آپ کے جمالِ باکمال کا یہ عالم تھا کہ محض دیدار سے سنگدل موم ہو جاتا تھا اور اس میں خضوع و خشوع بدرجۂ اتم پیدا ہو جاتا۔

عادات و صفات اور معمولات

آپ نہایت شریف الاخلاق تھے، علو مرتبت اور جلالیت قدر کے باوجود ضعیفوں کے پاس بیٹھتے اور فقراء و مساکین کے تعظیم و تکریم سے پیش آتے تھے۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ اگر اپنے ہمنشینوں میں سے کوئی غیر حاضر ہوتا تو اس کا حال دریافت فرماتے۔ کسی سے کوئی قصور سرزد ہو جاتا تو معاف فرما دیتے باحیا اور عہد و پیمان کے پکے تھے۔ اکثر اپنا سامان بازار سے خود خرید کر لاتے۔ آپ نے کبھی کسی سائل کو محروم نہیں کیا، جو آتا مرادیں پاتا، دین و دنیا کی دولت سے جھولی بھرتا اپنے جسم کے کپڑوں تک سائلوں کو دے دیتے۔ آپ کا دستر خوان نہایت وسیع رہتا تھا، مہمان اور حاضرین کھانا کھاتے تھے، آپ کا غلام روٹیوں کا طباق لئے دروازہ

پر گذارت ۔ جو تحفہ ادھر سے گذرتا اسے روٹیاں دیتا ۔ آپ کا کھانا بلا نمک ہوتا تھا
آپ چوتھے دن کھانا کھاتے تھے ۔ عموماً پیر اور جمعہ کو کھانا کھاتے تھے ۔ چالیس سال
تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال تک عشاء کے بعد ایک
پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن مجید شروع کرتے اور وقت سحر ختم فرما دیتے ۔ خانہ کعبہ
کا اس قدر احترام کرتے کہ نماز لیست قبلہ کیطرف ۔ بجز نہیں کی آپ کو خوشبو بہت مرغوب
تھی ۔ عبادت کے وقت جسم لباس اور جگہ وغیرہ سب معطر کیئے جاتے ۔ عالمانہ
لباس پہنتے ۔ لباس عمدہ بیش قیمت ہوتا اور جو ہدیہ آپ کے پاس آتا وہ حاضرین
مجلس کے درمیان تقسیم فرما دیتے ۔

ایک دفعہ خلیفہ بغداد مستنجد باللہ نے بصد ادب و نیاز دس بدرے
اشرفیوں کے پیش کئے ۔ آپ نے لینے سے انکار کیا ۔ اس نے بالحاح وزاری
قبول فرمانے کی درخواست کی ۔ آپ نے دو بدروں کو اٹھا کر دونوں ہاتھوں سے
دبایا تو ان سے خون نکلنا شروع ہو گیا ۔ آپ نے خلیفہ کو دیکھ کر فرمایا تجھے خدا سے
شرم نہیں آتی کہ تو بندگان خدا کا خون پیتا ہے ۔ اگر محمد کو قرابت رسول کا پاس
نہ ہوتا تو میں ان بدروں کو یہاں تک دباتا کہ تیرے مکان تک خون پہنچ جاتا ۔ آپ
کسی امیر وزیر کے گھر نہ جاتے اور نہ ان کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوتے ۔ جب
کوئی خلیفہ یا بادشاہ آتا تو آپ اٹھ کر اندر چلے جاتے ۔ جب وہ آکر بیٹھ جاتا تو آپ
تشریف لاتے ۔ بادشاہوں اور خلیفوں کو بہت نصیحت کرتے اور وہ عرض
کرتے آپ کا فرمان ہمارے سر آنکھوں پر ہے ۔ اور جب بوقت ضرورت بادشاہوں
کو خط لکھتے تو اس طرح خطاب فرماتے ، "شیخ عبد القادر تم کو حکم دیتا ہے

اس کا حکم تم پر نافذ اور جاری ہے اگر ملو گے تو نفع پاؤ گے ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔"

جب آپ کا مکتوبِ گرامی شاہانِ وقت کے پاس پہنچتا تو اس کے سامنے جھک جاتے اور چومتے اور سر اور آنکھوں پر رکھتے اور اقرار کرتے کہ بیشک آپ کا حکم ہم پر نافذ ہے۔ ایک دفعہ سلطان سنجر سلجوقی نے عریضہ بھیجا کہ میں حاضر ہونے سے اس لئے معذور ہوں کہ لشکر کے چلنے سے زمینداروں کی کھیتیاں پامال اور رو ندی جائیں گی۔ مہربانی فرما کر آپ تشریف لے آئیں، میں ملک نیمروز خانقاہ کے درویشوں کے واسطے وقف کر دوں گا۔ آپ نے بکمالِ استغناء یہ قطعہ لکھ کر ارسال فرمایا:

چوں چترِ سنجری رخِ بختم سیاہ باد ؎ گر بانفیر بود ہوس ملکِ سنجرم
نا یافت جان من خبر از ملکِ نیم شب ؎ صد ملک نیمروز بیک جو نے خرم

آپ نے فرمایا میرا کھانا، پینا اور پہننا اللہ کے اذن سے ہے۔ جب تک اذن نہ ہو میں نہ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں اور نہ پہنتا ہوں۔ کوئی پوشاک آپ کے جسم پر ایک دن سے زیادہ نہ رہتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک عمامہ ستر ہزار اشرفیوں سے خریدا اور سرِ اقدس پر باندھا پھر فوراً اتار کر محتاجوں کو عطا فرما دیا آپ کے کفشِ مبارک میں لعل و یاقوت جڑے ہوئے ہوتے تھے اور کیلیں سونے چاندی کی ہوتی تھیں تاکہ محتاجوں کا فائدہ ہو۔

کرامت کی بحث

کتبِ عقائد میں مسطور ہے وکراماتُ الاولیاء حق اور اولیاء کی کرامتیں دلائلِ شرعیہ سے ثابت ہیں۔

(شرح عقائد ص ۱۵۰) کرامت نبی کے کامل متبع سے خارقِ عادت امر کے ظہور کا نام ہے، جیسے جانوروں سے کلام کرنا، ہوا میں اڑنا، آگ سے نہ جلنا، پانی کی بیرونی سطح

پر پاؤں رکھ کر گذر جانا ، تھوڑے سے وقت میں مسافتِ بعیدہ کا طے کرنا ۔

کرامات کا قرآنِ پاک سے ثبوت

کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یٰمریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۰

" زکریا مریم کے پاس جب بھی آیا تو اس کے پاس رزق پایا ۔ اس نے کہا اے مریم ! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا مریم نے کہا اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے بیشک اللہ تعالیٰ جس کے واسطے چاہتا ہے حساب کے بغیر رزق دیتا ہے ۔"

مریم علیہا السلام بیت المقدس کے ایک اونچے حجرہ میں رہتیں ۔ حضرت زکریا بغیر کوئی ان کے پاس جانے کا مقدور نہیں رکھتا تھا ۔ زکریا علیہ السلام جب دیکھنے کیواسطے جاتے تو ان کے پاس بے موسم کا پھل پاتے ۔ ایک دن انہوں پوچھا اے مریم ! تیرے پاس یہ بے موسم کا پھل کہاں سے آتا ہے ! مریم نے جواب اللہ تعالیٰ کے ہاں سے آتا ہے ، وہ قادر ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے ۔ تفسیر والوں نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت میں اہل والجماعت کے نزدیک اولیاء کی کرامات کے حق ہونے کی دلیل ہے چنانچہ لکھا ہے واستدل بالاٰیۃ علیٰ جواز الکرامۃ للاولیاء ، لان مریم لم لما وھذا ھو الذی ذھب الیہ اھل السنۃ والشیعۃ (ر ح) " اس آیت کے ساتھ اولیاء کے واسطے کرامت کے جائز ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اس لئے کہ مریم نبی نہیں تھیں اور یہ وہ طریق ہے جس پر اہل سنت و جماعت

اور شبہ گئے ہیں وھو دلیل علی جواز الکرامۃ للاولیاء (ہیضاوی) اور وہ اولیاء کے واسطے کرامت پر دلیل ہے۔ احتج اصحابنا علی صحۃ القول بکرامۃ الاولیاء بھذہ الآیۃ (کبیر) ہمارے اصحاب نے اس آیت کیساتھ دلیل پکڑی ہے کہ اولیاء کے واسطے کرامت کا قول صحیح ہے۔

قرآن شریف سے دوسری دلیل

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حاضرین مجلس سے کہا تم میں بلقیس کا تخت اس کے فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے کون لا سکتا ہے! ایک قوی ہیکل دیو نے کہا میں اس کو لاؤنگا اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور بیشک میں اس پر قادر اور امین ہوں، لیکن اللہ کے ولی نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہا " انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راٰہ مستقرا عندہ قال ھذا من فضل ربی " میں اس کو تیرے پاس تیرے آنکھ جھپکنے سے پہلے لادوں گا۔ پس جب سلیمان (علیہ السلام) نے اس کو اپنے پاس موجود پایا تو کہا یہ میرے رب کا فضل ہے۔ یہ تخت لانے والا کون تھا! آصف بن برخیا اور یہ نبی نہیں تھا ولی تھا۔ اس کا بہت دور سے آنکھ جھپکنے سے قبل بلقیس کا تخت لادینا اس کی کرامت تھی۔ تفسیر خازن میں ہے وقیل ھو اٰصف بن برخیا وکان صدیقا یعلم اسم اللہ الاعظم الذی اذا دعی بہ اجاب واذا سئل بہ اعطی (صفحہ ۳ جز ۳) اور کہا گیا ہے کہ وہ آصف بن برخیا ہے اور وہ صدیق تھا جانتا تھا اسم اعظم کو جس کے ساتھ جب دعا کیجائے تو وہ قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔

کرامت کا حدیث پاک سے ثبوت

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل یسوق بقرۃ قد حمل علیھا اذ التفتت البقرۃ الیہ وقالت انی لم اخلق لھذا وانما خلقت للحرث فقال الناس سبحٰن اللہ تتکلم البقرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امنت بھذا ۔ روایت کی گئی ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد ایک گائے کو جس پر سامان لادا گیا تھا، ہانک رہا تھا اچانک گائے نے اس کی طرف منہ کر کے کہا تحقیق میں اس کام کیوا سطے پیدا نہیں کی گئی ہوں۔ لوگوں نے کہا سبحٰن اللہ! بھلا گائے بھی کلام کرتی ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں گائے کا ایک مرد کے ساتھ جو نبی نہیں تھا کلام کرنا خوارق عادات اور کرامات میں سے ہے، اصحاب کہف کے کتے کا ان کے ساتھ کلام کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

دوسرا ثبوت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں نہاوند کیطرف بھیجا جو مدینہ منورہ سے پانچ سو فرسنگ دور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے روز منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے اس لشکر کو اتنی دور جنگ کرتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ جان کر کہ دشمن پہاڑ کے عقب سے دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا "یا ساریۃ الجبل! یا ساریۃ الجبل" اے ساریہ پہاڑ، ساریہ پہاڑ!" آپ کا یہ کلام حضرت ساریہ نے سنا اور لشکر کو پہاڑ کیطرف پھیرا، دشمن پر حملہ کیا اور فتح حاصل کی۔ اس واقعہ میں حضرت عمر کا اتنی دور سے اپنے لشکر کو جنگ کرتے دیکھنا

اور پھر آپ کی آواز کا وہاں پہنچنا آپ کی کرامت ہے۔ اسی طرح کے کئی ایک واقعات حدیثِ پاک سے ثابت ہیں جن کا اس مختصر کتاب میں جمع کرنا مشکل ہے۔ جس قدر ہم نے یہاں ذکر کیا ہے ثبوتِ کرامت میں کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ کی کرامات اتنی ہیں کہ انکا احاطہ و احصار بہت دشوار ہے۔ محققین نے کہا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بہت مشہور و معروف اور حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ یہاں صرف اس بحرِ زخار سے جو بیان کریں گے اس کو آپکی کرامات سے وہ نسبت بھی نہیں ہے جو قطرہ کو دریا سے ہے۔

کراماتؒ

۱۔ ایک عورت نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر گریہ و زاری کی کہ میرے بطن سے سات لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں اور لڑکا ایک بھی نہیں۔ میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ لڑکا پیدا ہو۔ آپ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کو میرے پیٹ سے لڑکا دے تاکہ وہ دوسری شادی کرنے سے باز رہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ تمہاری وہ لڑکیاں بحکم خدا لڑکے ہیں۔ جب وہ گھر میں آئی تو آپ کے فرمان کے مطابق اس نے لڑکیوں کو لڑکوں کی صورت میں پایا۔

۲۔ آپ ایک گاؤں میں اپنے ایک دوست کی تیمارداری کے واسطے گئے وہاں کھجور کے دو سوکھے ہوئے درخت تھے۔ آپ نے ایک درخت کے نیچے وضو فرمایا اور دوسرے درخت کے نیچے نماز پڑھی وہ دونوں درخت اسی وقت ہرے اور پھل دار ہو گئے

۳۔ ایک مرد نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری عورت حاملہ ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے حمل سے لڑکا عطا کرے۔ آپ نے فرمایا لڑکا ہوگا چنانچہ لڑکا ہی ہوا۔

۴۔ ابو محمد علی بیان کرتے ہیں کہ میں مصر سے بغداد آپ کی زیارت کیواسطے آیا اور عرصۂ دراز تک آپ کی خدمت میں رہا۔ ایک دن میں نے واپس مصر جانے کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دیدی اور فرمایا ماسئلہ میں کسی سے سوال نہ کرنا۔ پھر آپنے اپنی انگلی میرے منہ میں ڈال دی اور مجھ کو چوسنے کا حکم دیا۔ میں نے خوب چوسا اور رخصت ہوا بغداد سے لیکر مصر پہنچنے تک مجھ کو کھانے پینے کی حاجت نہ ہوئی۔

۵۔ ایک دفعہ دریائے دجلہ میں بہت طغیانی آئی۔ اہلِ بغداد کو خطرہ لاحق ہوگیا انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی کہ آپ ان کی مدد فرمائیں۔ آپ اپنا عصا لیکر دجلہ کے کنارے پر آ گئے اور اپنا عصا دجلہ کی اصلی حد پہ گاڑ کر فرمایا کہ بس یہیں تک رہ! دجلہ کی طغیانی اسی وقت کم ہوگئی اور پانی اپنی مقدار پر بہنے لگا۔

۶۔ ۶۰۵ھ کا ذکر ہے کہ آپ دولت خانہ سے باہر تشریف لائے اور عبداللہ ذیال کیطرف دیکھا اور تبسم فرما کر اپنا عصا زمین پر گاڑ دیا اور وہ روشن ہوگیا۔ ایک گھنٹہ تک وہ ضیا افشانی کرتا رہا پھر آپنے اٹھالیا اور وہ اپنی حالت پر آگیا۔

۷۔ بغداد کی قحط سالی میں آپ نے اپنے رکاب دار ابوالعباس کو دس سیر گندم عطا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ اسے کوٹھی میں بند کر کے رکھو، حسبِ ضرورت نکال کر استعمال کرو وزن نہ کرو۔ اس کے اہل وعیال پانچ سال تک کھاتے رہے وہ گندم ختم نہ ہوئی ایکدن اس کی بیوی نے منہ کھول کر کوٹھی میں جھانکا تو گندم اتنی ہی تھی جتنی پہلے دن تھی

مگر اب دیکھنے کے بعد گندم ایک ہفتہ میں ختم ہوگئی۔ جب آپ کو ختم ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر تم اسے نہ دیکھتے تو اسی طرح کھاتے رہتے۔

۸۔ سنہ ۵۶۰ھ میں آپ نے خضر الحسینی کو فرمایا کہ تم موصل چلے جاؤ۔ وہاں تمہارے اولاد ہوگی اور پہلی دفعہ لڑکا ہوگا جس کا نام محمد ہے۔ جب سات برس کا ہوگا تو اسے بغداد کا ایک نابینا جس کا نام علی ہے چھ ماہ میں قرآن شریف حفظ کرا دیگا اور تم خود چورانوے برس چھ ماہ سات دن کی عمر پاکر شہر اربل میں انتقال کرو گے اور تمہاری سماعت و بصارت اور دوسرے قویٰ اس وقت صحیح و تندرست رہیں گے۔ خضر الحسینی کے بیٹے محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ میرے والد شہرِ موصل میں آکر رہے وہیں پر صفر ۵۶۱ھ میں میں پیدا ہوا۔ جب میں سات برس کا ہوا تو میرے والد نے ایک جید حافظ کو مقرر کیا، ان کا نام اور وطن دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا میرا نام علی ہے اور بغداد کا رہنے والا ہوں۔ پھر جب ۹ صفر ۶۲۵ھ کو شہرِ اربل میں میرے والد نے انتقال کیا تو اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال ۶ ماہ اور ۷ دن کی تھی اور قویٰ بھی صحیح تھے۔

۹۔ عبدالصمد بن ہمام کو آپ سے کچھ نفرت تھی۔ بروزِ جمعہ وہ قضائے حاجت کیلئے گھر سے نکلا تو راستہ میں مسجد تھی۔ اس نے سوچا کہ پہلے ظہر کی نماز پڑھ لوں پھر رفع حاجت کیلئے جاؤں گا۔ وہ منبر کے قریب بیٹھ گیا لوگ جوق در جوق آنے لگے، اسے اس وقت معلوم ہوا کہ آج جمعہ ہے، رفع حاجت کیلئے اٹھنا چاہا مگر کثرتِ ہجوم اور بھیڑ کے سبب نہ اٹھ سکا اور ادھر حاجت بشدت معلوم ہوئی، اور ادھر غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ وہ سخت گھبرایا قریب تھا کہ

بول و پاخانہ کر دے ۔ اتنے میں آپ منبر سے اترے اور اس کے سر پر اپنی چادر ڈالدی اس نے دیکھا کہ وہ ایک وسیع و کشادہ میدان میں ہے ۔ وہاں اس نے بول و پاخانہ کیا اور پھر فارغ ہو کر قریب ہی ایک ندی پر گیا ۔ وہاں اس نے استنجا اور وضو کیا اس کے بعد آپ نے اس سے چادر ہٹالی ۔ اس نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ پہ موجود ہے اور حاجتِ بول و براز سے فارغ ہے اور نئے وضو سے اس کے اعضاء گیلے ہیں وہ بہت حیران ہوا ۔ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے اپنا رومال اور چابیاں نہ پائیں ، بہت تلاش کیں مگر نہ ملیں ۔ ایکدن اسے عراق جانے کی ضرورت پڑی ، جب وہ عراق کیطرف روانہ ہوا تو راستے میں اس نے وہی جگہ دیکھی جہاں اس نے قضائے حاجت کی اور وضو کیا تھا اور اسی جگہ پر اس نے اپنا رومال اور چابیاں پڑی ہوئی پائیں ۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی ، واپسی پر اس نے حضرت کی خدمت میں ہمیشہ کیلئے رہنے کا عہد کر لیا ۔

۱۰ ۔ ابو سعید عبد اللہ بغدادی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میری سولہ سالہ لڑکی فاطمہ اچانک گھر کی چھت سے غائب ہو گئی ، بہت تلاش کیگئی مگر نہ ملی ۔ آخر معلوم ہوا کہ کوئی جن اٹھا کر لیگیا ہے ۔ میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیخدمت میں حاضر ہوا اور لڑکی کے گم ہونے کا واقعہ بیان کیا ۔ آپ نے فرمایا کرخ کے قریب جو میدان ہے وہاں چلے جاؤ اور زمین پر "بسم اللہ علیٰ نیۃ عبد القادر" پڑھ کر ایک گول دائرہ کھینچو اور اس میں بیٹھ جاؤ ۔ جب آدھی رات کو خوب اندھیرا ہو گا تو تمہارے نزدیک سے جن جوق در جوق گذریں گے ، ان کو دیکھ کر مت ڈرو ، سحری کے وقت ان کا بادشاہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ آئیگا اور وہ تم سے پوچھے گا کہ

کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟ پھر اس کو اپنی لڑکی کے اچانک غائب ہونے کا قصہ سنا دو اور کہہ دو کہ مجھے عبدالقادر نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میری لڑکی کو جن اٹھا کر لیگیا ہے اس سے لڑکی دلوا دو۔

ابوسعید نے کہا کہ میں کرخ کے میدان میں گیا اور جسطرح آپ نے فرمایا تھا ایک گول دائرہ کھینچ کر اس کے اندر بیٹھ گیا۔ جب آدھی رات ہوئی اور خوب اندھیرا ہو گیا تو جنات اس دائرے کے پاس جوق در جوق گذرنے لگے یہاں تک کہ جب سحری کا وقت ہوا تو جنوں کا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور دائرے کے پاس آکر ٹھہر گیا اور مجھ سے پوچھا تم کون ہو اور کیوں آئے ہو لیکن وہ دائرے کے اندر داخل نہ ہوا باہر ہی کھڑا رہا۔ میں نے کہا کہ مجھے تمہارے پاس شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھیجا ہے، میری لڑکی کو کوئی جن اٹھا کر لے گیا ہے اس کی مجھ کو تلاش ہے، آپ کا نام مبارک سنتے ہی وہ گھوڑے سے اتر آیا اور دائرے کے قریب دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور زمین کو بوسہ دیا پھر اس نے حکم دیا کہ جس دیو نے اس کی لڑکی کو اٹھایا ہے فوراً حاضر کرو اور تھوڑی دیر بعد وہ دیو لڑکی سمیت حاضر کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ دیو چین کے ملک کا رہنے والا ہے۔ بادشاہ نے اس دیو سے پوچھا کہ تو نے یہ لڑکی کیوں اٹھائی اس نے کہا کہ مجھ کو اس سے محبت تھی، بادشاہ نے لڑکی میرے حوالے کی اور اس دیو کو قتل کا حکم دیا۔

۱۱۔ مردانِ غیب میں سے ایک شخص ہوا میں اڑتا ہوا جا رہا تھا جب وہ بغداد کے طرف آیا تو اس نے دل میں کہا کہ اب اس زمانہ میں کوئی مرد نہیں ہے۔ اسی وقت اس کا حال سلب ہوا اور فضا سے زمین پر گرا۔ چند دنوں تک وہ اسی طرح پڑا رہا اور اپنی

تباہی پر آنسو برساتا رہا۔ ایک دن ابو الغنائم حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیوا سطے گئے تو اس نے کہا کہ وہاں جا کر میری سفارش کرو حضرت ابو الغنائم جب دربار غوثیہ میں حاضر ہوئے تو آتے ہی اس شخص مسلوب الحال کی سفارش کی اور معافی کی درخواست کی۔ آپ نے اس کے قصور کو معاف فرمایا اور وہ پھر اپنے مقام پر فائز ہو کر ہوا میں اڑتا ہوا چلا گیا۔

۴۲ار ابو المظفر منصور بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا۔ میری بغل میں فلسفہ کی ایک کتاب تھی آپ نے اس کتاب کو دیکھے بغیر فرمایا منصور! یہ کتاب تیرا برا ساتھی ہے اٹھ کر اسے دھو ڈال۔ میں اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکا اس لئے کہ مجھے اس کتاب کے ساتھ بہت دلبستگی تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کتاب کو گھر لیکر چلا جاؤنگا اور پھر کبھی شیخ کی مجلس میں نہیں آؤنگا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اس کتاب کو کھولو تو میں نے جب کتاب کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے ورق سفید کاغذ ہیں اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اس میں سے ایک حرف بھی باقی نہیں ہے۔ میں نے وہ کتاب آپ کے ہاتھ میں دیدی۔ آپ نے اس کے ورق لوٹے اور پھر فرمایا کہ یہ کتاب تو فضائل قرآن میں ہے۔ پھر وہ کتاب مجھے واپس دیدی۔ میں نے اس کو دیکھا تو فضائل قرآن میں لکھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد فلسفہ کی کتاب کا مضمون بھی میرے دل سے محو ہو گیا اور اس کا خیال تک میرے دل میں نہ گذرا۔

۴۳ا۔ عبد اللہ بن نفطہ جوئے باز نے کھیل میں اپنا تمام مال و اسباب ہار دیا اخیر اس نے اپنے ہاتھ کٹا دینے کی بازی لگائی، اس میں بھی ہار گیا شریک بازی نے

کاٹنے لگے تو گھبرایا۔ انہوں نے کہا یا ہاتھ کٹوا یا کہہ دے کہ میں ہارا۔ عبداللہ ہار ماننے پر تیار نہ ہوا اتنے میں غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھت پر چڑھ کر فرمایا کہ عبداللہ یہ سجادہ لے لو اور پھر ان سے بازی کھیلو، پھر بھی نہ کہنا کہ میں ہارا۔ اس نے حسب الحکم بازی کھیلی، تمام ہارا ہوا مال و اسباب جیت لیا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوگیا، تمام مال و اسباب راہِ خدا میں لٹا دیا اور حامیانِ خدا میں شامل ہوگیا۔

ایک سوال :۔ جوا کھیلنا شریعت میں حرام ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سجادہ دیتے ہوئے اس شخص کو جوا کھیلنے کا حکم دیا اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب :۔ اہلِ باطن جو منصبِ ارشاد پر فائز ہوں وہ قلبی اور روحانی مریضوں کے واسطے روحانی معالج اور ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ جس طرح بعض اوقات بعض مریضوں پر اس کی صحت کیواسطے زہر کو استعمال کرنا یا اس کے جسم کے کسی حصہ کا چیرنا یا کسی عضو کا کاٹنا جملہ ڈاکٹروں کے نزدیک عین حکمت و مصلحت ہے اور کسی کو اس میں اعتراض نہیں ہوتا اور گورنمنٹ ڈاکٹروں پر گرفت نہیں کرتی حالانکہ زہر کا استعمال اور جسم کا چیرنا اور عضو کا کاٹنا جرم ہے اسی طرح اگر روحانی معالج کسی شخص کو مرضِ معصیت سے چھڑانے کے واسطے کسی ممنوع چیز کا حکم کریں تو موجبِ فساد نہیں ہوگا بلکہ عینِ حکمت ہوگا جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں کشتی کا توڑنا، معصوم بچے کو مار ڈالنا مذکور ہے۔

دوسرا جواب :۔ جوا کھیلنا اس لئے حرام ہے کہ غیر کا مال باطل طریقہ سے حاصل کیا جاتا ہے یہاں اس شخص نے اپنا کھویا ہوا مال حاصل کیا نہ کہ غیر کا ہتھیایا

جوانہ ہوا۔

۱۴۔ شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک تاجر ابو المظفر الحسن بن نعیم آیا عرض کیا کہ شام کیطرف سفر کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سال سفر نہ کرو ورنہ تم مارے جاؤ گے اور تمہارا سارا مال لٹ جائے گا۔ تاجر مذکور قدرے مغموم ہوا۔ جب شیخ حماد الدباس کے پاس سے اٹھ کر چلا تو راستہ میں حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے شیخ حماد الدباس کا ذکر سنایا۔ آپنے فرمایا تم سفر پہ جاؤ انشاء اللہ صحیح سلامت گھر واپس آؤ گے میں اس بات کا ضامن ہوں تاجر مذکور سفر پر گیا، خوب تجارت میں نفع اٹھایا، کسی ضرورت کیلئے حلب گیا ایک جگہ اپنی رقم رکھ کر چلا آیا، اس وقت اسے نیند کا غلبہ تھا سو گیا، خواب میں دیکھا کہ عرب بدوؤں نے اس کا قافلہ لوٹ لیا ہے بہت سے قافلہ والوں کو مار ڈالا، اسے بھی زخم آئے اور ان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ گھبرا کر اٹھا تو اسے اپنی رقم یاد آئی، وہ بھاگ کر وہاں گیا، رقم مل گئی، وطن واپس آ کر غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ حماد نے سچ فرمایا تھا مگر میں نے تمہارے سلئے ستر مرتبہ دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے واقعہ کو خواب میں تبدیل کر دے اور تمہارے مال کے ضائع ہونے کو تھوڑی دیر کیلئے نسیان میں بدل دے اور تمہیں صحیح سلامت واپس لائے۔

۱۵۔ آپ کا خادم ابو الفضل احمد بن قاسم، بزاز سے آپ کیلئے کپڑا خریدنے آیا اس نے فی گز ایک دینار طلب کیا اس نے اپنے جی میں کہا کہ آپ نے امراء و سلاطین کیلئے لباس نہیں چھوڑا۔ ادھر اس کے دل میں یہ بات آئی اور ادھر اس کے پاؤں

میں لوہے کی میخ چبھ گئی ، بہت کوشش کی نہ نکلی ۔ آخر اس نے کہا کہ مجھے حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں لے چلو ۔ چنانچہ ایسا کیا گیا ۔ آپ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا ابوالفضل تم نے اپنے باطن میں مجھ سے کیوں تعرض کیا ، خدا کی قسم میں نے یہ لباس نہیں پہنا جب تک مجھے اس کے پہننے کا حکم نہیں دیا گیا ۔ ابوالفضل یہ مردوں کا کفن ہے اور مردوں کا کفن خوشنما ہوتا ہے ۔ میں نے ایک ہزار موت کے بعد پہنا ہے ۔ پھر آپ نے اس کو معاف کیا اور اس کے پاؤں پر دستِ مبارک پھیرا درد موقوف ہوگیا ۔ وہ اٹھ کر اچھی طرح دوڑنے لگا اس نے میخ کو کسی جگہ نہ دیکھا کہ کہاں سے آئی اور کہاں چلی گئی ۔

بعض کو عقل ہے نہ بصیرت ان مقبولانِ خدا پر جو قیمتی اور نہایت عمدہ پرتکلف لباس پہنتے ہیں اور پرتکلف مکانوں میں رہتے ہیں ، پرتکلف کھانا کھاتے ہیں قیمتی غالیچوں اور قالینوں پر ، خوشنما تکیوں اور گدوں پر بیٹھتے ہیں اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دنیا دار ہیں ، ان کو جاننا چاہیے کہ ولایت لباسوں اور مکانوں پر موقوف نہیں ہے ۔ ولایت کا انحصار و مدار اعتقادِ صحیح کے بعد اعمالِ صالحہ اور تزکیۂ نفس اور زہد و ریاضت پر ہے جس میں یہ اوصاف پائے جائیں وہ ولی ہے اگرچہ تخت نشین اور صاحبِ تاج ہو اور جو بدنصیب ان اوصاف سے خالی ہے وہ اگرچہ گدڑی پوش ہو مقامِ ولایت سے بہت دور ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی ارشاد فرمایا ہے ۔

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع :: خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار

حاجت بہ کلاہ برکی داشتنت نیست :: درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش :: تاج بر سر نہ و علم بر دوش

ترک دنیا و شہوت است و ہوس :: پارسائی نہ ترک جامہ و بس

حضرت بو علی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:

چیست دنیا از خدا غافل بدن :: نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مرشدی و مولائی زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین قطبِ زماں امیرِ ملت حضرت مولٰنا الحاج سید پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہ نے ایک مرتبہ علی پور شریف انجمن خدام الصوفیہ کے جلسہ میں اپنے وعظ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ:

مولانا جامی کے دل میں خیال آیا کہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار جو اپنے زمانہ کے بزرگ اور عارفوں سے ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیعت کرنی چاہیے

ترجمہ (۱) گدڑی اور تسبیح اور پیوند لگا کپڑا تیرے کس کام آئیگا تو اپنے آپ کو برے اعمال سے بری رکھ، برکی ٹوپی رکھنے کی حاجت نہیں ہے درویش صفت ہو اور تتری ٹوپی پہن۔

(۲) عمل میں کوشش کر اور جو چاہتا ہے پہن، سر پر تاج رکھ اور کاندھے پر جھنڈا اٹھا۔ پارسائی دنیا اور شہوت و حرص کا ترک کرنا ہے، صرف لباس کے ترک کا نام پارسائی نہیں ہے۔

(۳) دنیا کیا ہے؟ خدا سے غافل ہونا، چاندی، سونا، فرزند اور ریشم وغیرہ کا نام دنیا نہیں ہے۔

چنانچہ اپنے شہر سے چل پڑے اور کئی دنوں کی مسافت کے بعد دوپہر کیوقت خواجہ عبیداللہ احرار کے شہر میں پہنچے، وہاں یہ دیکھ کر کہ ان کے رہنے کے مکان بادشاہوں کے مکانات کے مشابہ ہیں اور گھوڑوں کی زین اور رکابیں بھی طلائی ہیں اور شاہانہ لباس پہنا ہوا ہے بہت حیران ہوئے اور ایک مسجد میں آکر افسوس کے ساتھ یہ کہہ کر سو گئے ہ

ع نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

خواب میں انہوں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے، حساب و کتاب لیا جا رہا ہے مولانا کو بھی حساب و کتاب کے واسطے پیش کیا گیا ان کے اعمال تو نیک ہی تھے لیکن قرضخواہ آ گئے اور انہوں نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، مولانا حیران تھے کہ اب کہاں سے ادا کروں اتنے میں حضرت عبیداللہ احرار آ گئے انہوں نے فرمایا مولانا کیا بات ہے مولانا نے اپنا حال بیان کیا۔ خواجہ عبیداللہ نے اوپر کیطرف سر اٹھا کر عرض کی اے اللہ! جو میرے پاس تیرے خزانے ہیں وہ انہی غرباء کیواسطے ہیں، مولانا کا قرض میں ادا کر دونگا تو ان کو بخشدے۔ اس کے بعد حضرت مولانا جامی کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ عبیداللہ احرار کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ حضرت مولانا قدموں پر گر گئے، رو، رو کر معافی کے طلبگار ہوئے، معافی مل گئی۔ خواجہ صاحب نے پوچھا مولانا یہ تو بتاؤ کہ جب تم یہاں سوئے تھے اس وقت تم نے جو مصرع کہا تھا وہ کیا تھا؟ مولانا نے عرض کی قبلہ شرم آتی ہے کیا کہوں! خواجہ صاحب نے فرمایا ہم سننا چاہتے ہیں! مولانا نے عرض کی "نہ مرد است کہ دنیا دوست دارد" خواجہ صاحب نے فرمایا "اگر دارد برائے دوست دارد" پھر شعر پورا ہو گیا۔"

نمرداست آنکہ دنیا دوست دارد ٭ اگر دارد برائے دوست دارد

یعنی جو شخص دنیا کو اپنے نفس کے واسطے دوست رکھتا ہے وہ مرد کامل نہیں اور اگر وہ دنیا کو دوست رکھتا ہے تو دوست کیواسطے دوست رکھتا ہے اپنے واسطے نہیں۔"

اولیاء اللہ کے احوال مختلف اور مدارج متفاوت ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کی ذات کے ساتھ لوگوں کی ہدایت وابستہ ہے اور وہ مقام ارشاد اور تبلیغ دعوت پر فائز ہیں ان کو اچھے لباس میں رہنے کا حکم ہوتا ہے وہ گروہ اولیاء کے سردار ہوتے ہیں۔

۱۶ ۔ ایک بڑھیا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لیکر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرے لڑکے کا دل آپ کیطرف بڑا مائل و راغب ہے میں اس کو آپ کی تربیت میں دینے کیواسطے حاضر ہوئی ہوں کہ یہ آپ کی خدمت میں ہوکر تعلیم وتربیت سے بہرہ ور ہو آپ اس کو اپنے غلاموں میں شامل فرمائیں، آپ نے اس کو لے لیا اور اس کو مجاہدہ وریاضت کا حکم فرمایا۔ چند دنوں کے بعد وہ بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھنے کیلئے آئی۔ دیکھا کہ وہ نہایت لاغر اور کمزور ہے اور چہرے کا رنگ زرد ہے۔ بڑی پریشان ہوئی اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ ایک تھال میں مرغ کی ہڈیاں ہیں جو آپنے تناول فرمایا تھا۔ بڑھیا نے عرض کی یا حضرت آپ خود تو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہیں اور میرا بیٹا بیچارہ جو کی روٹی کھاتا ہے اور اس کی ہڈیاں نکل آئی ہیں اور بہت لاغر و دبلا ہو گیا ہے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا " قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ

یحیی العظام وھی رمیم " کھڑا ہو جا اس رب کے اذن کے ساتھ جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے " وہ مرغ فوراً زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا۔ آپ نے اس بڑھیا کو فرمایا کہ تیرا بیٹا بھی ایک وقت ایسا ہو گا اس وقت جو جی چاہے کھائے۔

۱۷۔ ایک شخص حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری عورت مرض (مرگی) میں مبتلا ہے، جھاڑ منتر پڑھنے والے اس کے حق میں عاجز آ گئے ہیں کسی سے فائدہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا اگر اسے پھر مرگی کا دورہ ہو تو اس کے کان میں کہنا " اے حانس! شیخ عبد القادر بغداد میں مقیم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ پھر نہ آنا ورنہ میں تجھ کو ہلاک کر دوں گا " وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، اس کے بعد اس کو کبھی مرگی کا دورانہ پڑا اور جب آپ دنیا سے انتقال فرما گئے تو دورہ پھر پڑنے لگا۔

۱۸۔ شیخ ابو عمر صدیقی اور شیخ ابو محمد عبد الحق بیان کرتے کہ صفر کے مہینہ میں پیر کے روز ہم حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں مدرسہ میں حاضر تھے آپ اٹھے اور وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے پر ہیبت و جلال نعرہ مارا اور آپ نے پاؤں سے چوبی کھڑاویں اتار کر ہوا میں پھینکیں اور وہ غائب ہو گئیں اس کے بعد آپ بیٹھ گئے اور کسی کو طاقت نہ تھی کہ وہ آپ سے پوچھے کہ کیا بات تھی۔ اکیس روز کے بعد ایک قافلہ عجم کے شہروں سے آیا۔ انہوں نے کہا ہم نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیواسطے نذر پیش کرنی ہے، آپ نے فرمایا لے لو۔ انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے کپڑے اور کچھ مقدار سونے کی پیش کی اور آپ کی نعلین مبارک کو بھی آپ کی خدمت میں لاکر پیش کیا۔ حضرت غوث اعظم

نے فرمایا کہ تم نے اس نعلین کو کہاں سے پایا انہوں نے کہا کہ ماہ صفر پیر کے دن ہم راستہ چل رہے تھے کہ اچانک ہم پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور ہم میں سے بہت آدمیوں کو انہوں نے مار ڈالا اور مال و اسباب لوٹ کر ایک وادی میں لے گئے اور آپس میں مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم نے اس وقت آپ کیواسطے نذر مانی اور آپ کو مدد کے واسطے پکارا، اسی وقت ہم نے دو نعروں کی آواز سنی جس سے وادی کانپنے لگی اتنے میں وہ ڈاکو نہایت پریشان ہو کر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ اپنا مال لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے، ہم اس وادی میں گئے اور دیکھا کہ ان کے دو سردار مرے پڑے ہیں اور یہ نعلین پانی سے گیلی ان کے نزدیک پڑی ہوئی ہیں۔

مَلفُوظات

حضرت شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ایک دفعہ بہت لمبا کاغذ میرے ہاتھ میں دیا گیا جس میں قیامت تک کے میرے سب مریدوں کے نام تھے پھر مجھے کہا گیا کہ ہم نے تیری طفیل ان سب کو بخش دیا۔ شیخ عمران نے آپ سے سوال کیا کیا وہ شخص بھی آپ کا مرید ہے جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور نہ آپ سے خرقہ پہنا لیکن وہ اپنے آپ کو آپکا مرید کہلاتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ میرے اصحاب میں سے ہے! آپ نے فرمایا حسین بن منصور نے لغزش کھائی اور کسی نے اس کی دستگیری نہ کی اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا تو اس کی مدد کرتا۔ آپ نے فرمایا میں قیامت کے دن اپنے مریدوں کی

دستگیری کرتا رہونگا اور ان کے پاؤں راہِ حق سے کبھی لغزش نہ کھائیں گے ۔ آپ نے فرمایا ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے اور میں سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں ، آپ نے جہاں قدم رکھا میں نے بھی وہیں قدم رکھا لیکن نبوت کے قدم پر کسی ولی کی طاقت نہیں کہ اپنا قدم رکھے ۔

شیخ شریف بن حسن موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیرہ سال آپ کی خدمت میں رہا اتنے عرصہ میں میں نے کبھی آپ کے جسم پر مکھی نہیں دیکھی اور نہ آپ کے جسم سے کسی نجاست و غلاظت کو نکلتے دیکھا ، یہ آپ کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہونے کی روشن دلیل ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو مجھے سلام کرتا ہے اسی طرح مہینے اور سال سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں ، نیک بخت اور بدبخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ، میری نظر لوح محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ لگا رہا ہوں ۔

آپ نے فرمایا اللہ ہی اسمِ اعظم ہے مگر اس کا اثر تب ہوتا ہے جب پڑھنے والے کے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو ۔

آپ نے فرمایا ماسوی اللہ سے خبردار ہو اور اپنا چراغِ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو ۔

آپ نے فرمایا حسنِ خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا اثر نہ ہو ۔

آپ نے فرمایا محبت الٰہی میں بڑھنا اور علم الٰہی کا لی جان کر قضاء و قدر پر راضی رہنا رضاء الٰہی ہے

آپ نے فرمایا وجد شرابِ الٰہی ہے جسے مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے، جب بندہ یہ شراب پی لیتا ہے تو اس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے، جب اس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے تو اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑ کر مقامِ مقدس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں گرتا ہے اس لئے واجد گر جاتا ہے۔ اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا مشاہدہ یہ ہے کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہاں کو نہ دیکھے بلکہ خداوند تعالیٰ کو معرفت کی آنکھ سے دیکھے۔

آپ نے فرمایا بے نماز کو اس کے مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

آپ نے فرمایا اگر شریعت کا پاسِ ادب نہ ہوتا تو میں جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں رکھتے ہو سب کچھ تم کو بتا دیتا، تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو میں تمہارے ظاہر و باطن کو دیکھتا ہوں۔ آپ شریعت کا بڑا لحاظ رکھتے جس شخص کو شریعت کے خلاف دیکھتے اس کا حال سلب کر لیتے۔

چور کا قطب بنانا

ایک دن آپ کے گھر میں ایک چور آیا اور نابینا ہو گیا اور اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکا اسی اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام آئے اور کہا "یا ولی اللہ! ایک شخص ابدال میں سے فوت ہو گیا ہے جس کو آپ چاہیں اس کے قائم مقام کر دیں آپ نے فرمایا ہمارے گھر میں ایک شخص شکستہ خاطر ہو کر گرا ہوا ہے اس کو باہر لاؤ جب اس کو باہر لایا گیا اور اس پر آپ کی نظرِ کیمیا اثر پڑی تو وہ فوراً بینا ہو گیا

بعد مرتبۂ ابدال تک پہنچ گیا (کہتے ہیں ابدال و اقطاب اور اوتاد کا عزل و نصب آپ کے ہاتھ میں تھا جس کو چاہتے معزول کرتے اور جس کو چاہتے قائم کرتے)

نظرِ کیمیا سے جاہل کو ولی کر دیا

ایک سادہ لوح آدمی تھا جس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ پیر وہ ہوتا ہے جو گھر سے پانی کا لوٹا مسجد کیطرف لیجائے اور وہاں جا کر اپنے لوٹے سے وضو کرے اور جب مسجد کیطرف جا رہا ہو تو لوٹے کی ٹوٹنی قطب کیطرف ہو، ایک مدت تک بیعت ہونے کیواسطے ایسے آدمی کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتا رہا۔ آخر ایک دن شام کیوقت ایک گاؤں میں وارد ہوا اس نے دیکھا کہ ایک آدمی سیاہ فام پانی کا لوٹا بھر کر مسجد کیطرف نماز پڑھنے کیواسطے جا رہا ہے۔ جب اس نے اپنے خیال کے مطابق اس آدمی کو پایا تو وہ اس کے قدموں میں گر گیا اور بیعت ہونے کی درخواست کی۔ وہ آدمی بڑا حیران ہوا، اس نے کہا خدا کے بندے میں تو اس گاؤں کا ادنیٰ آدمی جلاہا قوم سے ہوں، میں کوئی پیر اور بزرگ نہیں تم یہ کیا کر رہے ہو! گاؤں کے چوہدریوں نے اگر دیکھ لیا کہ تم میرے قدموں پر پڑے ہوئے ہو اور یا حضرت! یا قبلہ! کہہ رہے ہو تو وہ مجھے ماریں گے اور میرا مذاق اڑائیں گے ایسا نہ کرو۔ اس نے کہا نہیں حضرت! آپ بہت بڑے بزرگ اور ولی اللہ ہیں آپ کسرِ نفسی کرتے ہیں اور یہ بزرگوں کا شیوہ ہے۔ جب اس جولاہے نے سمجھا کہ اس سے پیچھا چھڑانا بڑا مشکل ہے تو اس نے کہا اچھا میں تیرا پیر اور تو میرا مرید، لیکن یہ بتا کہ تو نے میرے اندر بزرگی کا کونسا وصف دیکھا ہے؟ اس

کہا اس سے بڑھ کر اور کیا وصف ہے کہ آپ وضو کرنے کیواسطے گھر سے پانی کا لوٹا قطب کیطرف اس کی لوٹنی کر کے لے جاتے ہیں، یہی تو اولیاء اللہ کی لشانی ہے۔ اس نے کہا بھائی یہ تو بڑی بات نہیں، یہ تو میں اس واسطے کرتا ہوں کہ گاؤں کے چوہدری مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور مسجد کی لوٹیوں سے مجھ وضو نہیں کرنے دیتے۔ اس نے کہا نہیں جی آپ کسر نفسی کرتے ہیں۔ وہ شخص ایک مدت تک اپنے پیر کے گھر میں رہا اور اس کی خدمت کرتا رہا۔ ایک دن وہ اپنے پیر کیواسطے جنگل میں لکڑیاں جمع کر رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایکطرف سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار اسکی طرف آ رہے ہیں۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب آپ کی سواری اس کے نزدیک پہنچی تو آپ نے فرمایا اے شخص! تو نے مجھ کو دیکھ کر آنکھیں کیوں بند کی ہیں! اس نے کہا یا حضرت! آپ کا چہرہ میرے پیر سے بہت خوبصورت ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے پیر کیطرف سے ہٹ کر آپ پر نہ آ جائے۔ آپ کو اس کی یہ بات بہت اچھی لگی۔ اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور ولی بنا دیا۔ جب دل کی آنکھیں روشن ہوئیں اور تمام حجابات دور ہو گئے تو دیکھا کہ پیر تو بالکل خالی ہے۔ آپ کی خدمت میں اس نے عرض کی کہ حضرت جہاں مجھ پر انعام فرمایا ہے میرے پیر کی حالت پر لطف و کرم فرما دیں آپ نے اس کے پیر کی طرف توجہ کی اور وہ بھی ولی ہو گیا۔

آپکا چہرہ دیکھنا باعثِ نجات ہے!

آپ نے فرمایا جس نے میرا منہ دیکھا یا میرے مدرسہ کے پاس سے گذرا اس کو

نہ قبر کا عذاب ہوگا اور نہ قیامت کا۔

نقل ہے کہ بغداد سے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرا والد فوت ہوگیا ہے اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ مجھ کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ میرے واسطے شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دعا کراؤ۔ آپ نے فرمایا کسی وقت وہ میرے مدرسہ کے پاس سے گذرا ہے! اس نے کہا ہاں! آپ خاموش ہوگئے اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔ پھر دوسرے دن اس نے حاضر ہو کر بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ بڑا خوش ہے اور اس نے سبز رنگ کی خلعت پہنی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ عبد القادر جیلانی کی برکت سے عذاب اٹھالیا اور یہ خلعت عطا فرمائی ہے۔

تصانیف

دیوانِ فارسی، غنیۃ الطالبین عربی، فتوح الغیب، قصیدہ غوثیہ، چہل کاف مؤخر الذکر دو کتابیں مشائخ کرام کے معمول میں ہیں اور ان سے دین و دنیا کی برکات حاصل کیجاتی ہیں۔

اولاد اور ازواج

حضرت نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ستائیس لڑکے اور بائیس لڑکیاں عطا فرمائیں۔ موجودہ ساداتِ گیلانی آپ ہی کی اولاد ہیں۔

سلسلۂ قادریہ

حضرت کے اسم گرامی سے طریقۂ عالیہ قادریہ منسوب ہے جس سے لاتعداد مشائخ عظام، اولیا کے کرام آج تک فیضیاب ہوتے چلے آرہے ہیں اس میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی. شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت شاہ محمد غوث لاہوری ثم الپشاوری، حضرت سلطان باہو اور اعلیٰحضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ مایہ ناز شخصیتیں شامل ہیں۔

سلسلۂ بیعت

حضرت نے خلافتِ روحانی کا خرقہ حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخزومی المتوفی ۵۱۳ھ سے حاصل کیا جن کا سلسلۂ بیعت یہ ہے:

حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی از حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد القرشی، از حضرت شیخ علاؤالدین ابوالفرح طرطوسی از حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از حضرت شیخ ابوبکر شبلی، از حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی از حضرت شیخ سری سقطی از حضرت شیخ معروف کرخی از حضرت شیخ داؤد طائی از حضرت شیخ حبیب عجمی، از حضرت خواجہ حسن بصری از حضرت امام المشارق والمغارب اسداللہ الغالب امیرالمؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

ازسرکارِ دو عالم نورِ مجسم، فخرِ آدم، عالمِ ما کان و ما یکون، سیدنا وشفیعنا ومولانا **احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

وِصَال

جیسا کہ اس سے قبل لکھ آئے ہیں کہ آپ کا وصال ۹۱ سال کی عمر شریف میں ربیع الثانی کی سترہ یا گیارہ یا نو تاریخ کو ۵۶۱ھ میں ہوا۔ آپ نے آخری وقت میں اپنے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس وقت حاضر تھے وصیت کی کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کی اطاعت کو لازم پکڑنا کسی شخص سے بجز اللہ تعالیٰ کے خوف وامید نہ رکھنا۔ اپنی ساری حاجتوں کو اللہ کے سپرد کرنا اور اسی سے مانگنا، اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرنا اور توحید کو لازم پکڑنا۔ آپ نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا بعد ازاں آپ نے اپنی اولاد کو جو آپ کے اردگرد بیٹھی ہوئی تھی کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اور جگہ دو اور ان کا ادب بجا لاؤ یہاں رحمت کی بارش ہو رہی ہے اور ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو اور آپ فرماتے تھے "علیک السلام ورحمۃ اللہ!" ایک رات اور ایک دن آپ یہ فرماتے رہے میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔

آپ کا مزار شریف مدرسہ کے باب الازج میں واقع ہے جہاں ہر روز ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہو کر فیضیاب ہو رہے ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ

ہم کو بھی آپ کے روضۂ اقدس کے دیکھنے کا شرف نصیب کرے۔

آمین ثم آمین

اب اس کے بعد بطور تتمہ کے ختم شریف غوثیہ لکھ کر اس مبارک کتاب کو ختم کیا جاتا ہے۔ ختم شریف غوثیہ موجب صد برکات ہے۔ جو کوئی شخص کسی معاملہ میں سخت لاچار ہو اس کو چاہئے کہ اس ختم شریف کو پڑھے یا پڑھائے پڑھنے والے متقی اور صالح، نیک آدمی ہوں اور کھانے پینے کے لالچ کے بغیر پڑھیں۔ ختم شریف کے بعد بطور تبرک کے حسب استطاعت حاضرین مجلس میں جو میسر ہو تقسیم کریں۔

کتبہ: محمد زبیر [illegible] — [illegible]
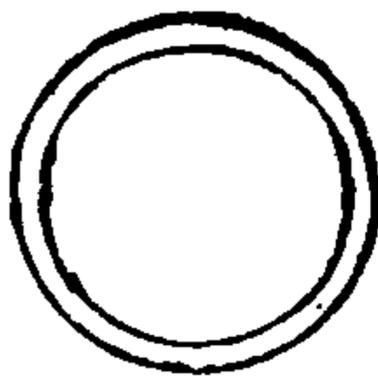
ختم شریف غوثیہ

یہ ختم شریف باوضو اس طرح پڑھیں!

درود شریف ۱۱۱ بار، سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ شریف ۱۱ بار، سورہ اخلاص مع بسم اللہ شریف ۱۱۱ بار، کلمہ تمجید ۱۱۱ بار، سورہ الم نشرح مع بسم اللہ شریف ۷۰ بار، سورۃ یٰسین مع بسم اللہ شریف ایک بار، یا باقی انت الباقی ۱۱۱ بار، شیئاً للہ چوں گدایان حریص او للہ خواہم ز شاہ محی الدین ۱۱۱ بار، فسہل یا الٰہی کل صعب بحرمت سید الابرار سہل ۱۱ بار، یا شاہ محی الدین مشکلکشا بالخیر یا غوث اغثنا باذن اللہ شیئاً للہ ۱۱۱ بار، یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیک المدد ۱۱۱ بار، درود شریف ہزارہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ ۱۱۱ بار، پھر یہ رباعی پڑھیں:

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن

در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔

تمت بالخیر

(لاہور آرٹ پریس لاہور)

ہدیہ:- ایک روپیہ

فہرست